Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

تبہ

علی محمد بی-اے-بی ٹی

بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۳ مطابق ماہ مئی سنہ ۱۹۴۴ء

ماہِ ہجرت ۱۳۲۳ھ ش

جلد ۴۳ عدد ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائے گا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دوسو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایکسو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ریویو آف ریلیجنز

(ماہنامہ اردو)

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۳ | ماہ جمادی الاوّل ۱۳۶۳ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۴۴ء | عدد ۵

فہرست مضامین!

وہ اور ہم	ص۲	ایڈیٹر
دس گورو صاحبان کے نام	ص۷	از جناب گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ
اسلامی اقتصاد کے اصول	ص۹	از جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب بی۔اے۔ایل ایل بی واقف زندگی تحریک جدید۔
چین میں بدھ مذہب کی ابتداء	ص۳۱	از جناب فتح محمد صاحب سشرما۔
صداقت حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام از روئے قرآن کریم	ص۳۷	از جناب مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی معلم المجاہدین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ اور ہم

قدیم سے یہی اصول اور یہی دستور چلا آتا ہے۔ کہ جب دُنیا میں زمین والوں کی توجہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہٹ جاتی ہے اور وہ مادہ پرستی، دُنیا داری اور خواہشاتِ سفلی کیطرف جُھک جاتے ہیں اور اپنے خالق و مالک سے مُنہ موڑ کر نفسانی خواہشات کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، اور اُن کی زندگی کا مدعا سوائے مخلوق پرستی یا نفس پرستی کے اور کچھ نہیں رہ جاتا، اور اُن کی ساری کوششیں حصولِ دُنیا کے لئے وقف ہو جاتی ہیں، اور وہ اپنے خدا سے ایسے بے گانے ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ کبھی اُس کے ہاتھ سے وجود میں آئے ہی نہیں تھے۔ تو ایسے وقت میں خدا تعالےٰ کی رحمت پھر جوش میں آتی ہے۔ اور آسمان پر زمین والوں کی اصلاح کے لئے ایک شور پڑ جاتا ہے۔ اور ادہر خشکی و تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے فساد پیدا ہو جاتا ہے، تب خدا تعالیٰ اپنی طرف سے کسی فردِ بشر کو اپنا خلیفہ بنا کر اصلاحِ خلق کے لئے مامور کرتا ہے۔ جس کی قبولیت کے لئے فرشتے دلوں کی زمین تیار کرتے ہیں، اور اسکی قبولیت زمین میں پھیلائی جاتی ہے۔ ایسے مامور من اللہ کی بعثت کے بعد زمین والوں کے دو گروہ بن جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ جو اس کو قبول کر لیتا ہے، اور اُس کی آواز پر لبیک کہتا ہے۔ اور دوسرا وہ گروہ جو اس کی تکذیب کرتا ہے، اور اُس کی مخالفت میں دن رات ایک کر دیتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ اپنی پہلی تجلّی ظاہر کرتا ہے

ماننے والے ابتداء میں تھوڑے اور کمزور ہوتے ہیں۔ لیکن وہ معاندین اور مخالفین کے گروہ کی مسلسل اور پیہم کوششوں کے باوجود تعداد میں بڑھتے جاتے ہیں اور نہ ماننے والے دن بدن گھٹتے جاتے ہیں، اور کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ تاریخ یہ نظارہ ہمیں سینکڑوں ہزاروں دفعہ دکھا چکی ہے۔ اور اب یہ اصل بمثل قانونِ قدرت کے ہو گیا ہے۔

کس قدر فرعون دُنیا میں آئے جن کے لئے موسٰی کی ضرورت پڑی۔ اور کس قدر نمرود پیدا ہوئے جن کے لئے کسی ابراہیمؑ کو بھیجنا ضروری ہوا۔ ہمارے زمانے میں بھی تاریخ نے پھر اپنے اس اصل کو دُہرایا ہے اور ایک مامور من اللہ کی مخالفت کے لئے ساری دُنیا اکٹھی ہو گئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخالف لوگ خدا تعالیٰ کا ڈر نام کو بھی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور دُنیا پرستی کے نشے میں سرسر مخمور نظر آتے ہیں۔ لیکن مامور من اللہ کی مخالفت کے لئے دن رات ایک کر دینے کو کار ثواب سمجھتے ہیں اور ہر وقت ایسی تدبیروں میں لگے رہتے ہیں جن سے امام وقت اور اس کی جماعت کے مُنہ آتے رہیں اور اُن کے کام میں روڑے اٹکاتے رہیں۔

موجودہ زمانے کے امام حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف اگرچہ عیسائی، ہندو، مسلمان سب ہی ہیں۔ لیکن آج کی صحبت میں ہمارے مخاطب مؤخرالذکر ہی ہیں۔ یعنی مسلمان جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہونے کا دم بھرتے ہیں اور خدائی کتاب قرآن مجید پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اِن کا حق یہ تھا کہ سب سے پہلے ایمان لانیوالوں میں سے ہوتے۔ اور جب اِنہی میں سے ایک مسلمان نے منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اور اپنے دعویٰ کی بنیاد قرآن و حدیث پر رکھی تھی۔ تو چاہئیے تھا کہ قلب صمیم کے ساتھ اور ٹھنڈے دل سے آپ کے دعویٰ پر غور کرتے اور نیک ظن مسلمانوں کی طرح اپنے بھائی پر حسن ظنی سے کام لیتے، اور اگر اس کے دعویٰ کو قرآن و حدیث کے مطابق پاتے تو اٰمنّا وصدّقنا کہکر اُسے مان لیتے۔ مگر یا حسرۃً علی العبادِ ما یاتیھم مّن رّسولٍ اِلّا کانوا بہٖ یستھزءون ۔ یعنی افسوس میرے بندوں پر کوئی رسول اُن کے پاس ایسا نہ آیا جس کیساتھ انہوں نے تمسخر نہ کیا ہو اور ہنسی اور ٹھٹھے سے پیش نہ آئے ہوں۔

حضرت مرزا صاحب نے جونہی مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ تمام ہندوستان میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک مخالفت کی آگ بھڑک اُٹھی، اور مخالفین نے وہ شور بپا کیا کہ آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ آپ پر کفر کے فتوے لگے اور آپ کے مال و اسباب کو لُوٹ لینا جائز قرار دیا گیا۔ اور آپ کو اور آپ کے ماننے والوں پر ہر قسم کا ظلم روا رکھا گیا۔ حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے۔ کہ اسلام ہے تو نام کا اور ایمان ہے تو دکھاوے کا۔ کہنے کو چالیس کروڑ مسلمان دُنیا میں بستے ہیں اور خود ہندوستان میں بھی آٹھ کروڑ سے کم نہیں۔ مگر آٹھ کروڑ کی آبادی اور حالت یہ ہے کہ برادرانِ وطن کے ہر رنگ میں دستِ نگر ہیں اور اُن کے رحم و کرم پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ سیاسی پہلو کو بھی جانے دو، بحیثیت مسلمان ہونے کے دینی پہلو سے اگر دیکھیں تو نہ ایمان درست ہے اور نہ اعمال صحیح ہیں۔ نہ اخلاق میں بلندی نظر آتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین نہیں۔ گو زبانی دعویٰ یہی کریں گے کہ ہم خدا کی ہستی کے قائل مگر صرف اعتقادی طور پر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا واقعہ میں مسلمان خدا کے موجود ہونے کو دل سے یقین کرتے ہیں؟ اور کیا حقیقت میں انکو یقین ہے کہ ہمیں اپنے اعمال کے لئے ایک دن خدا کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا؟ نہ تعلیمیافتہ مسلمانوں میں یہ یقین موجود ہے، نہ اُن کے علماء کو ایمان حاصل ہے۔ وہ قرآن کو خوش الحانی سے پڑھیں گے اور حدیث کو اپنا رہبر بھی تسلیم کریں گے، مگر جب عمل کا وقت آئے گا تو کس کا قرآن اور کس کی حدیث پھر وہی کریں گے جو ان کے مفاد کے لئے ضروری ہے۔ ایک ایک روپے کیلئے جھوٹی قسم کھالیں گے۔ جھوٹی گواہی دے دینگے۔ غیروں کا مال جائز و ناجائز طریق سے کھا جائینگے بلکہ بعض کے نزدیک تو غیر مسلموں کا مال کھانا خواہ کسی طریق سے ہو عین جائز ہے۔ کتنے گھرانے ہیں جن میں روزانہ قرآن کی تلاوت ہوتی ہے؟ اور کتنے والدین ہیں جو اپنے بچوں کو اسلامی رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ اور کتنے ہیں جن کے دلوں میں یہ تڑپ ہے کہ ان کے بچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں؟ عربی مکتبوں میں صرف و نحو کی تعلیم تو دی جائے گی، مگر قرآن و حدیث کا کہیں ذکر نہیں ہوگا۔ ڈاکٹر سر اقبال کے فلسفے کی تعریفیں ہوں گی۔ اور اُن کے اشعار کو وجد میں آ آ کر پڑھیں گے۔ مگر جو فلسفہ قرآن نے بیان کیا ہے اُس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرے گا۔

اسلام پر مخالفین اعتراضوں پہ اعتراض کریں، اور اُس کی جڑوں پر تبر رکھ رہے ہوں، یہ برداشت ہو جائے گا۔ مگر اسلامی سٹڈی کرنے اور اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے نہ علماء آگے بڑھیں گے، نہ انگریزی دان۔ اور آگے بڑھیں بھی کیونکر۔ کس کے دل میں اتنا درد ہے اور کس کے پاس اتنا علم ہے کہ اسلام کی ڈیفنس کرسکے۔ غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے جانا نہ انگریزی خوانوں کو نصیب ہوتا ہے اور نہ ان کے علماء کو۔ امراء کو اپنے مشاغل سے ہی فرصت نہیں۔ اُن کی خود ساختہ تہذیب اُن کو کب اجازت دیتی ہے۔ کہ وہ اسلام کے لئے سینہ سپر ہوں۔ یا خود باہر نکل کر اسلام کی حفاظت اور اشاعت میں حصہ لیں۔ غرض جس طرف دیکھو اسلامی دُنیا غفلت میں گہری نیند سوئی ہوئی ہے۔ اسلام کا درد کسی کے سینے میں نہیں۔ اور کوئی اسکا غمخوار نہیں ؎

بے کسے شد دینِ احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے با کارِ خود با دینِ احمدؐ کار نیست

اِس کے برعکس دوسری طرف خدا کے چند بندے جنکو جمہور مسلمان کافر سمجھتے ہیں اور جو اپنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تن من، دھن سب خدا کی راہ میں وقف رکھتے ہیں، اور اسلام کے لئے ہر وقت سینہ سپر ہیں لیکن جنکو عام مسلمان گردنِ زدنی سمجھتے اور انکو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا عین کارِ ثواب جانتے ہیں وہ اپنی دُھن میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی زندگیاں خدا کے دین کے لئے وقف کر چکے ہیں اور اپنے اموال کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کو ایک ادنیٰ کام سمجھتے ہیں۔ جو اپنے خویش واقارب کو محض خدا کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے پیچھے چھوڑ جاتے اور خود یورپ میں، امریکہ میں، افریقہ میں، چین اور جاپان میں اور سمندر کے دوسرے جزیروں میں تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ دین کے لئے نکل جاتے ہیں اور سالہاسال تک واپس نہیں آتے، یہاں تک کہ وہ ہزاروں کو حلقہ بگوشِ اسلام بنا لیتے ہیں۔ وہ کفار کو کلمہ پڑھاتے ہیں، ان کو خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قوانین پر چلنے کے لئے پابند کرتے ہیں۔ ہزاروں کو جسمانی سے اخلاقی اور اخلاقی سے رُوحانی بناتے ہیں۔ اور جن کی اپنی زندگیاں قال اللہ و قال الرسول کے مطابق ڈھلی ہوئی ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو خدا تعالےٰ کے احکام کا جُوا اپنی گردنوں پر اُٹھائے ہوئے ہیں اور اپنے اعمال نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کے مطابق رکھتے ہیں۔ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں، لڑکیوں کو اپنی جائیدادوں سے باقاعدہ حصہ دیتے ہیں۔ وہ اپنے لڑکوں اور اپنی لڑکیوں کو دین اسلام سے پوری واقفیت دلاتے ہیں، اُن کے سکولوں اور کالجوں میں قرآن باقاعدہ پڑھایا جاتا ہے اور حدیث نصاب میں شامل کی جاتی ہے۔ اُن کو اسلامی علمِ کلام پڑھایا جاتا ہے۔ وہ اسلام کی ڈیفنس کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔ اور ان کے چھوٹوں میں اور اُن کے بڑوں میں، اُن کی عورتوں میں، اور اُن کے بچوں میں یکساں تبلیغِ اسلام کا جوش پایا جاتا ہے۔ وہ خوشی سے اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم دلا کر غیر ممالک میں بھیجتے ہیں۔ اُن کے اندر اسلامی رُوح اپنے حقیقی معنوں میں پائی جاتی ہے۔ وہ اپنے اندر تقوےٰ رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ایک دن اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اس لئے وہ لوگوں کا مال نہیں کھاتے۔ وہ خدا کے حقوق ادا کرتے ہیں اور اُس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں۔ وہ نہ سود لیتے ہیں، نہ دیتے ہیں۔ وہ تجارتیں بھی کرتے ہیں، مگر اُن کی تجارت اُن کو خدا سے غافل نہیں کرتی۔ وہ اُسی کے لئے تجارت کرتے ہیں۔ اُن میں ایسے بھی ہیں کہ غیر معمولی اور غیر متوقع منافع ہوا تو سارے کا سارا نفع خدا کی راہ میں دے دیتے ہیں۔ وہ ایکدوسرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے ہمدردی رکھتے ہیں، اور بھائی بندوں کی طرح رہتے ہیں۔ اُن کے یہاں ایک کا دُکھ دوسرے کا دُکھ ہوتا ہے اور ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے "بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنارِ بلند تر محکم افتاد" یعنی تو خوش ہو، کہ تیرا وقت قریب آگیا ہے اور مسلمانوں کا قدم ایک اونچے مینار پر پڑا ہے۔ یعنی تیرے آنے اور ظاہر ہونے سے ضروری ہوگا۔ کہ مُسلمانوں کا قدم ایک اونچے مینار پر پڑے۔ اور وہ دینی اور دُنیاوی رنگ میں بامِ اَوج پر پہنچ جائیں۔ مگر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان حضرت امام الزّمانؑ کے قدموں میں آکر اپنی پہلی حالت سے تائب ہوں، اور نئی روحانی زندگی حاصل کریں۔ جب تک وہ مخالفت پر قائم ہیں اُن کو ترقی کیسے مل سکتی ہے۔

کاش! مسلمان سمجھیں کہ ترقی کی جو راہ خدا نے اُن کے لئے تیار کی ہے وہ کس قدر آسان ہے۔ اور کس قدر یقینی ہے۔ کوئی قوم ترقی نہیں کرتی جس کا کوئی واجب الاطاعت امام نہ ہو۔ مسلمانوں کے لئے خدا نے امام بھیج دیا اور ترقی کی راہیں کھول دیں۔ اب مسلمانوں کا اپنا کام ہے، کہ وہ اس کو قبول کریں اور ترقی کریں +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دس گوروصاحبان کے نام!

(از جناب گیانی واحد حسین صاحب)

۱۔ حضرت حاجی بابا نانک صاحبؒ
۲۔ دوسری پادشاہی گورو انگد صاحب
۳۔ تیسری پادشاہی گورو امرداس صاحب
۴۔ چوتھی پادشاہی گورو رام داس صاحب
۵۔ پانچویں پادشاہی گورو ارجن صاحب
۶۔ چھٹی پادشاہی گورو ہرگوبند صاحب
۷۔ ساتویں پادشاہی گورو ہررائے صاحب
۸۔ آٹھویں پادشاہی گورو ہرکرشن صاحب
۹۔ نویں پادشاہی گورو تیغ بہادر صاحب
۱۰۔ دسویں پادشاہی گورو گوبند سنگھ صاحب

بابا نانک صاحب

صوبہ پنجاب کے ضلع شیخوپورہ کی بستی "رائے بھوئے کی تلونڈی" کو جو اب ننکانہ صاحب کے نام سے مشہور ہے، یہ فخر حاصل ہے۔ کہ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ جیسے ولی اللہ اور بزرگ انسان وہاں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سمت ۱۵۲۶ بکرمی مطابق ۱۴۶۹ءؑ میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام مہتہ کالو جی اور والدہ کا نام ماتا ترپتا جی تھا۔

ؑ عیسوی سن بکرمی سمت سے ۵۷ برس چھوٹا ہے۔ آپس میں ملانا ہو تو بکرمی سمت سے ۵۷ سال منہا کر دو۔ تو عیسوی سن نکل آئے گا۔ مثلاً بابا نانکؒ کی پیدائش سمت بکرمی ۱۵۲۶ میں ہوئی۔ اس میں سے ۵۷ سال نکال دیئے تو ۱۴۶۹ء رہ گئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام

پنجاب میں یہ عام رواج ہے۔ کہ لڑکی اپنے پہلے حمل کے وضع کے ایام اپنے باپ کے ہاں گذارتی ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک ماتا ترپتا جی بھی اِس رسم کے مطابق اپنے میکے آئی ہوئی تھیں کہ بابا صاحبؒ کی پیدائش ہوئی۔ بعض لوگ آپ کے نانک نام ہونے کی یہی وجہ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ اپنے ناناکے ہاں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کا نام نانکی بھی اسی وجہ سے تھا۔ نانک نام پنجاب میں ہندو اور مسلمانوں میں مشترکہ ہے۔ جنم ساکھی بھائی بالا میں جس کو بابا صاحبؒ کی سوانحعمری کے طور پر پیش کیا جاتا ہے لکھا ہے۔ کہ جب پنڈت نے آپ کا نام نانک تجویز کیا تو آپ کے والد نے کہا کہ چونکہ یہ نام ہندو اور مسلمانوں میں مشترکہ ہے اس لئے یہ نام نہ رکھا جائے۔ لیکن قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ آپکا نام خالص ہندوانہ ہو اس لئے یہی نام رہنے دیا گیا۔

رسمِ زنار

بابا صاحبؒ کے والد کھتری بیدی تھے اس لئے ہندو مذہب کی رُو سے زنار پہننے کی رسم جسے یگیوپویت سنسکار کہتے ہیں، کی ادائیگی ضروری تھی۔ چنانچہ جب بابا صاحبؒ کی عمر بڑی ہوئی تو آپ کے والد نے اس رسم کی ادائیگی کے لئے سمگری منگوائی پنڈت جی نے ہَوَن کیا اور خاتمہ پر آپ کے گلے میں زنار ڈالنے لگا تو آپ نے اُس کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ مجھے اِس دھاگا کے زنار کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ

دیا کپاہ سنتوکھ سُوت جَت گنڈھی ست وٹ
ایہہ جنیؤ جیو کا ہے تاں پانڈے گھت۔

یعنی محبت کی کپاس اور صبر کا سُوت کات کر اس میں راستبازی کا بَل دو اور پرہیزگاری کی گرہ دو۔ یہ حقیقی زنار ہے۔

آپکی تعلیم

مؤرخین نے لکھا ہے۔ کہ بابا صاحبؒ کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے پنڈت کے پاس بھیجا گیا۔ مگر وہ آپ کو پڑھا نہ سکا۔ پھر مولوی کے پاس بھیجا گیا وہ بھی پڑھانے میں کامیاب نہ ہوا۔ لیکن گیانی گیان سنگھ نے مسٹر کنیھگم کی تاریخ کا حوالہ دیکر لکھا ہے کہ اسنے اسلامی تاریخوں کے حوالے سے بتایا ہے۔ کہ میر سید حسین نے جو ننکانہ کے علاقہ میں ولی کراماتی صُلح کُل اور بے لاگ پیر مانا ہوا تھا اور کالو جی کے گھر کے پاس اُس کی جائے رہائش تھی۔ اپنا سارا علم دینی و دُنیاوی بابا صاحب کو پڑھایا اور بڑے بڑے بھید راہِ حق کے بتائے۔ (تواریخ گورو خالصہ ۸۹)

(باقی۔ باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی قضائے اصول

(از جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی واقفِ تحریک جدید قادیان)

ذیل کا مضمون چوہدری مشتاق احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی واقفِ تحریک جدید کا قضاء اسلامی کے متعلق ہمیں موصول ہوا ہے۔ اور مکرمی مولوی عبداللطیف صاحب استاذ الواقفین نے اس پر نظر ثانی بھی فرما لی ہے اس پرچے میں شائع کیا جاتا ہے۔ ہمارے نوجوان واقفِ زندگی نے بڑی محنت سے مضمون لکھا ہے۔ اور اسلامی نقطۂ نگاہ سے اس پر پوری پوری روشنی ڈالی ہے۔ جو امید ہے کہ ہمارے قاضی صاحبان کے لئے بہت حد تک مفید ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔

عنقریب قاضی صاحبان کے لئے ایک نصاب بھی تیار کیا جائے گا۔ جس کا پاس کرنا اُن کے لئے ضروری ہوگا۔ یعنی آئندہ قاضی وہی بن سکیں گے جو اس نصاب کو پاس کریں گے۔

احمدیت میں جہاں تک قانونِ ملکی کی طرف سے اجازت ہے۔ اپنے مقدماتِ دیوانی کو اپنی ہی عدالتوں اور اپنے ہی قاضیوں کے ذریعہ سے فیصلہ کرنے اور کرانے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اور اس پر بہت حد تک عمل درآمد بھی ہو رہا ہے۔ اور جوں جوں جماعت کا نظام مضبوط ہوتا جائیگا، یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جائیگا۔ اس وقت قادیان میں جو جماعت احمدیہ کا مرکز ہے ایک مرکزی دار القضاء موجود ہے۔ جسمیں چھ قاضی کام کرتے ہیں۔ اور آٹھ مقامی قاضی ہیں جو قادیان کے مقدمات میں ابتدائی سماعت کرتے ہیں۔ قضاءِ اولیٰ میں صرف ایک قاضی سماعت کرتا ہے۔ مرافعہ اولیٰ میں دو قاضی کام کرتے ہیں۔ پہلی اپیل دو قاضیوں کے پاس ہوتی ہے یہ قاضی بیرونجات کے مقدمات جو وہاں قاضی کے مقرر نہ ہونیکی وجہ سے یہاں لائے جاتے ہیں ابتدائی سماعت بھی کرتے ہیں اور حسب ضرورت مقامی مقدمات بھی ان کے سپرد کئے جاتے ہیں۔ دوسری اپیل کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے قاضیوں کا ایک بورڈ مقرر فرمایا ہوا ہے جسکے تین ممبر ہوتے ہیں۔ بورڈ کے کل ممبر نو ہیں

قضاء میں دیوانی مقدمات پیش ہوتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ ایسے فوجداری مقدمات کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

[سماعت بھی ہوتی ہے۔ جن کا حکومت کے قانون کے ماتحت عدالت سرکاری میں لے جانا ممنوع نہیں۔ تنفیذ کے لئے مقدمات نظارت امور عامہ میں بھیج دیئے جاتے ہیں۔ جہاں تنفیذ کا شعبہ الگ مقرر ہے۔ اس کا فرض ہے کہ فیصلوں کی تعمیل کرائے۔ (ایڈیٹر)]

قاضی کے پاس فیصلہ کے لئے مقدمہ اُس وقت پیش ہوتا ہے۔ جب کسی شخص کی طرف سے کسی دوسرے شخص کے خلاف عرضی دعویٰ موصول ہو جاتا ہے۔ اُس وقت قاضی کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل ہدایت کو مدِّنظر رکھنا چاہیئے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائی:۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تقاضی الیك رجلان فلا تقضی للاول حتی تسمع کلام الاٰخر فسوف تدری کیف تقضی۔ قال علی فما زلت قاضیا بعد۔

یعنی حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمہارے پاس دو آدمی مقدمہ لیکر آویں تو ایک فریق کے لئے اُس وقت تک فیصلہ نہ کرو جب تک دوسرے کی بات سُن نہ لو۔ پس اس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کیسا فیصلہ کرنا ہے۔ علیؓ نے کہا کہ میں اس کے بعد ہمیشہ اسی حکم کے مطابق فیصلہ کرتا رہا۔

پس قاضی کے لئے لازم ہے کہ پہلے مدعی کا دعویٰ اور پھر مدعا علیہ کا جواب سُنے۔ موجودہ تحریر کے زمانہ میں مناسب یہی ہے کہ مدعی سے تحریری عرضی دعویٰ لیا جائے اور اس کی ایک نقل مدعا علیہ کو بغرض جواب بھجوا دی جائے۔ مدعا علیہ وقت مقررہ کے اندر اپنا جواب دعویٰ پیش کردے۔ جس میں وہ صاف الفاظ میں بغیر کسی ابہام کے مدعی کے دعویٰ کی تائید یا تردید کرے۔ قاضی عرضی دعویٰ اور جواب دعویٰ ملاحظہ کرے یا اگر مناسب سمجھے تو فریقین کے بیان لیکر تنقیحات مرتب کرے۔ یعنی جن امور میں فریقین میں اختلاف ہو نوٹ کرلے۔ ان تنقیحات میں سے جس کا کوئی فریق مدعی ہو اس کا بارِ ثبوت اس پر ڈالے ایسے امور جن کا شرعاً یا رواجاً عام حالات میں خاص طور پر ایک فریق کو علم ہونا چاہیئے۔ اُن کے ثبوت کی ذمہ واری اس فریق پر ہونی چاہیئے۔ اثباتِ دعوےٰ کے متعلق حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور اصولی ہدایت موجود ہے جو ہر قاضی کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعیٰ علیہ (ترمذی)

یعنی مدعی کے ذمہ ہے۔ کہ وہ اپنے دعوےٰ کا ثبوت پیش کرے اور بصورت عدم ثبوت مدعا علیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے قسم لی جائے۔

البیّنہ سے مراد صرف شہادت ہی نہیں۔ بلکہ اس سے ہر قسم کا ثبوت مراد ہے۔ جو مدعی اپنے دعوے کے حق میں پیش کر سکتا ہے۔ مثلاً مدعا علیہ کا اقرار، قرائن سے استدلال وغیرہ۔ مدعیٔ مقدمہ تو وہ ہے جس نے قضاء میں اپنا دعویٰ پیش کیا۔ لیکن ہر تنقیح کے لئے وہ فریق مدعی کہلائیگا جس پر اس کا بارِ ثبوت ہے۔ مثلاً زید کا بکر پر حساب فہمی کا دعویٰ ہے۔ اُس میں بکر کہتا ہے۔ کہ اُس نے فلاں تاریخ میں زید کو اتنے روپے دیئے تھے۔ اب بکر اس کا مدعی ہوگا اور زید مدعا علیہ۔ گو اصل مقدمہ میں زید مدعی ہی رہیگا۔ یہ دعویٰ مندرجہ ذیل پانچ چیزوں سے ثابت ہو سکتا ہے۔

(۱) شہادت۔

(۲) یمین

(۳) نکول

(۴) اقرار

(۵) قرائن

۱۔ شہادت:۔ ہر شاہد میں مندرجہ ذیل پانچ اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ انمیں بعض کے بارہ میں اتفاق ہے اور بعض میں اختلاف:۔

(۱) عدالت

(۲) بلوغ

(۳) اسلام

(۴) قربت

(۵) نفی تہمت

(۱) عدالت:۔ اسلامی قضاء میں پیش ہونیوالے کے لئے یہ وصف بالاتفاق ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاشھدوا ذوی عدلٍ منکم (ترجمہ) اور گواہ بناؤ اپنے میں دو عادل۔ پھر فرمایا۔ ممّن ترضون من الشہداء (ترجمہ) یعنی ان عادل گواہوں میں سے جنکو تم اپنے نزدیک قابلِ اعتماد سمجھ کر شہادت کے لئے پیش کرنا پسند کر سکتے ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ زنا کی تہمت لگانے والوں کے متعلق فرماتا ہے۔ ولا تقبلوا لھم شہادۃ ابداً و اولٰئک ھم الفاسقون الا الذین تابوا....الخ یعنی تم ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور وہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ فاسق ہیں۔ سوائے اُن کے جنہوں نے توبہ کی۔ (سورہ نور) خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تجوز شہادۃ خائن ولا خائنۃ ولا زان ولا زانیۃ (ابوداؤد)

یعنی خیانت کرنیوالے مرد اور خیانت کرنیوالی عورت اور زانی مرد اور زانی عورت کی شہادت جائز نہیں۔

پس خیانت، زنا اور دیگر کبائر کے مرتکب کی شہادت قبول نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ اخلاقی جرائم میں مبتلا شخص سے سچ کی امید رکھنا محال ہے۔ پس عادل وہ ہے جسکی دینی اور اخلاقی حالت ایسی اعلیٰ درجے کی ہو کہ قضاءً اس پر اعتماد کرسکے کہ وہ سچ بولے گا۔

(۲) **بلوغ**:۔ گواہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ واقعہ کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اور بغرض شہادت طلب کئے جانے پر اپنے ہوش وحواس نہ کھودے۔ اسی لئے بچوں کی شہادت کے بارہ میں اختلاف ہے۔ اکثر اس کو غیر مقبول ہی قرار دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے بچوں کی شہادت کے متعلق سوال ہوا تو آپؓ نے فرمایا۔ انما قال اللہ ممن ترضون من الشہداء ولیسوا ممن نرضی (الطرق الحکمیۃ صفحہ ۱۵۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ گواہ وہ ہوں جن پر تمہیں اعتماد ہو۔ مگر بچوں پر ہمیں اعتماد نہیں ہے۔ اور بیشک عام حالات میں بچے گواہی کے لئے موزوں نہیں۔ لیکن بعض اوقات ان کی شہادت کے سوا چارہ نہیں ہوتا اور قاضی مجبور ہوتا ہے کہ ان کی شہادت پر انحصار کرے۔ مثلاً بہت سے بچے کھیل رہے ہوں اور ان میں کوئی واقعہ ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کے زمانہ میں چھ اکٹھے نہانے والے لڑکوں میں سے ایک ڈوب گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بچہ کے غرق ہونے کے متعلق باقی پانچ بچوں سے شہادت لی۔ چنانچہ صحابہؓ میں سے حضرت علیؓ۔ معاویہؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ اور تابعین میں سے سعید ابن مسیب اور عروہ ابن زبیر اور عمر بن عبدالعزیز اور شعبی اور نخعی اور شریح ابن ابی یعلی۔ ابن شہاب اور ابن ابی ملیکہ بچوں کی شہادت کی قبولیت کے حق میں ہیں۔ مگر مندرجہ ذیل شرائط کو ملحوظ رکھنا ضروری قرار دیتے ہیں۔

وہ بچے ایسی عمر کے ہوں کہ واقعہ کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ ان کے بیانات میں اختلاف نہ ہو۔ ان کی شہادت آپس کے باہمی معاملات مثلاً مارپیٹ وغیرہ کے متعلق ہو۔ اور ان کی شہادت ایک دوسرے کے مقابل پر ہو۔ بڑوں کے مقابل میں ان کی شہادت رد ہوگی۔ ان کی تعداد دو یا دو سے زیادہ ہو۔ وغیرہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) اسلام :- جو گواہ کسی مسلمان کے خلاف پیش ہو اس کے بارہ میں متقدمین کا اتفاق ہے کہ مسلمان ہونا چاہئے۔ سوائے اس کے کہ وہ سفر کی وصیّت کا شاہد ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یاایہا الذین اٰمنوا شہادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان ذوا عدل منکم او اٰخران من غیرکم۔

یعنی اے مومنو! جب تم پر موت آوے تو وصیّت کے وقت تم میں سے دو عادلوں کی شہادت ہو۔ یا غیروں میں سے دو گواہوں کی۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ آیت موصوفہ بالا کی شرائط ملحوظ رکھتے ہوئے کافر کی شہادت جائز ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اس آیت کو منسوخ قرار دیتے ہیں اور ناقابل قبول گردانتے ہیں۔ متقدمین کے کامل احترام کے باوجود میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ ہمارے نزدیک قطعاً منسوخ نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی آیت کیا ایک شعشہ تک بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ نہ صرف سفر میں کافر کی شہادت کا جواز ثابت ہوتا ہے، بلکہ اس سے دیگر مجبوریوں کے مواقع پر بھی جب مومن کی شہادت میسر نہ ہو کافر کی شہادت کو قبول کرنے کا قیاس کیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم نے ایک مثال کے ذریعہ سے اس اصول کو سمجھا دیا ہے۔ کہ اصل قابل اعتماد شہادت ایک مومن کی ہے۔ کیونکہ اس کا سینہ اس بغض وکینہ سے صاف ہے جو ایک مذہبی مخالف کے سینہ میں پایا جاتا ہے۔ بایں ہمہ حقوق کو اس بناء پر ضائع نہیں کیا جا سکتا کہ اُن کی شہادت کے لئے کوئی مومن شاہد نہیں ملتا۔ بلکہ ایسے حالات میں جہاں کوئی مسلمان موجود ہی نہ ہو، کافر کی شہادت قبول کی جا سکتی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ ان کفار میں سے بعض کے متعلق فرماتا ہے:-

وَمِن اهل الكتٰب مَن اِن تأمنه بقنطار يُؤَدِّه اليك۔

یعنی اہل کتاب میں سے ایسے لوگ ہیں۔ کہ اگر تم ان کے پاس مال کے ڈھیر امانت رکھ دو تو وہ تمہیں تمہاری امانت واپس کر دیں گے۔ جب ان میں اس پایہ کی دیانت کے لوگ مل سکتے ہیں تو کیوں اُن سب کی شہادت کو مردود قرار دے دیا جائے

اصل میں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے کافر کی شہادت کے خلاف اس قدر سخت ہونے کی وجہ اسلامی حکومت سے اُس زمانہ کے کُفّار کا تعصب قوی ہے جس کی وجہ سے اُن سے مُسلمان کے حق میں سچ بولنے کی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ غیر مسلموں کے اِس تعصب کو دیکھتے ہوئے ہمیں اُس تعصب پر بھی نگاہ کرنی چاہئے جو اسلام کے مختلف فرقوں میں پایا جاتا ہے۔ شیعہ سُنّی اہلحدیث کی عداوتِ باہمی اور پھر ان سب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب و جانشین حضرت احمد قدنی علیہ السلام کی جماعت سے کینہ و بُغض کو مشاہدہ کرتے ہوئے بدرجہ اولیٰ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اس حد تک گواہوں کے حلقہ کو محدود کرتے جائیں گے تو بہت کم لوگ گواہی کے قابل میسر ہوں گے۔ اور اس طرح حقوق کے ضیاع کا بہت زیادہ احتمال پیدا ہو جائے گا۔ لہٰذا ہمارے احمدی قضاۃ کو چاہئیے کہ اگر احمدی گواہ نہ مل سکیں تو غیر احمدی اور غیر مُسلم کی شہادت کو پیش ہونے کی اجازت دیں اور قبول کرنے میں غیر معمولی احتیاط سے کام لیں۔

(۴۴) حرّیت:۔ امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے:۔

ما علمت احداً رد شهادة العبد۔

یعنی مجھے کسی ایسے شخص کا علم نہیں جس نے غلام کی شہادت کو رد کیا ہو۔ غلاموں اور لونڈیوں کی شہادت کو قبول نہ کرنا ایک بدعت ہے جو صحابہؓ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوگئی۔ حضرت علیؓ کے زمانہ میں جب قاضی شریح نے کہا کہ وہ غلاموں کی شہادت کو جائز نہیں سمجھتے تو حضرت علیؓ نے اُن کے خیال کی تردید فرمائی۔ جس پر پھر کبھی قاضی شریح نے اُن کی شہادت کو رد نہ کیا۔ خود امام مالکؒ کے وقت میں مدینہ میں غلاموں کی شہادت لی جاتی تھی مگر بعد میں امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہ کے ایسے اقوال شہرت پا گئے۔ جن سے اُن کی شہادت کو ناقابلِ قبول قرار دیا گیا۔

امام احمد بن حنبل نے ایامی بن معاویہ سے روایت کی ہے کہ اُن سے عبد کی شہادت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا

انا ارد شهادة عبد العزيز ابن صهيب

یعنی کیا میں عبد العزیز بن صہیب کی شہادت کو رد کر سکتا ہوں۔

عبد العزیز بن صہیب گو غلام تھے۔ لیکن امتِ مسلمہ میں ایک بلند پایہ شخصیت رکھتے تھے۔ پس شہادت کے لئے اصل معیار عدالت ہی ہے۔ اگر غلام عادل ہے تو اس کی شہادت قبول کی جاوے گی۔ غلام ہو یا آزاد اگر ایمان اور اعمالِ صالحہ سے آراستہ ہے تو وہ دُنیا کی بہترین مخلوق ہے۔

انّ الذين اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰتِ اولٰئك هم خير البريّة۔

یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہی لوگ بہترین مخلوق ہیں

مسئلہ حرّیت تو اب ہمارے ملک میں صرف علمی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اسی نقطہ نظر سے یہاں درج کیا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۵) نفی تہمت :- تہمت سے مُراد یہ ہے کہ گواہ پر الزام لگایا جاوے کہ اس کو کسی فریق سے بوجہ قرابت داری محبت ہے۔ مثلاً گواہ اس فریق کا باپ یا بیٹا ہے۔ یا اس پر الزام لگایا جاوے کہ اس کو کسی فریق سے عداوتِ دُنیوی ہے۔ اوّل الذکر کو تہمت محبت اور ثانی الذکر کو تہمت عداوت کہتے ہیں۔

تہمت محبّت :- باپ کی بیٹے کے حق میں شہادت اور اسی طرح بیٹے کی باپ کے۔ ماں کی بیٹے کے اور بیٹے کی ماں کے حق میں اکثر نے تہمتِ محبّت کی وجہ سے ناقابلِ قبول قرار دی ہے۔ ہاں اگر ایک دوسرے کے خلاف ہو تو پھر قبول کی جاوے گی۔ قاضی شریح، ابو ثور اور داؤد اس کے متعلق یہ قاعدہ کلیہ قرار دیتے ہیں کہ جب قرابت دار گواہِ عادل ہو تو گواہی کو ردّ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس کا وہ مندرجہ ذیل آیتِ قرآنی سے استدلال کرتے ہیں :-

یٰایھا الّذین اٰمنوا کونوا قوّامین بالقسطِ شھدآء للّٰہ ولو علیٰ انفسکم او الوالدین والاقربین۔ (ترجمہ) اے وے لوگو! جو ایمان لائے انصاف کے قائم کرنے والے ہو جاؤ۔ اللہ کے لئے شہادت دو خواہ اپنے نفس یا اپنے والدین یا اپنے اقربا کے خلاف ہی دینی پڑے۔

علامہ ابن رُشد اس کی معقول دلیل یہ دیتے ہیں۔ کہ شہادت کو ردّ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمہ عدالت والے شخص پر ناقابلِ اعتماد ہونے کا الزام لگایا جاوے۔ عدل اور جھوٹ کی تہمت بھلا کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔

تہمتِ محبت کی تاثیر کے قائل خاوند کی بیوی اور بیوی کی خاوند کے حق میں شہادت کے بارہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔ کہ آیا یہ قرابت اس شدت کی ہے کہ شہادت کو ناقابلِ اعتماد بنا دے! امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ اس شہادت کو ردّ کرتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ، ابو ثورؒ اور حسنؒ جائز قرار دیتے ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ خاوند کی شہادت کو بیوی کے لئے قابلِ قبول اور بیوی کی شہادت کو خاوند کے لئے ناقابلِ قبول قرار دیتے ہیں۔ بھائی کی شہادت کے قبول کرنے میں اتفاق ہے۔ سوائے اس کے کہ ایسی عار والی بات ہو جسکو وہ اپنی ذات سے ہٹا رہا ہو۔

تہمت عداوت :- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

لا تقبل شھادۃ خصم ولا ظنین۔

(ترجمہ) دشمن اور متہم کی شہادت قبول نہ کی جاوے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی فریق سے عداوت گواہی کو ناقابلِ اعتماد بنا دیتی ہے۔ موجودہ زمانہ کے قوانین میں بھی بالاتفاق دشمن کی شہادت کو مجروح قرار دیا گیا ہے۔ جمہور اور علماءِ اسلام کا اتفاق ہے کہ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ احتمال ہے کہ اُس نے اُس دوسرے شخص کو اُس کا وارث بننے کے لئے قتل کیا ہو۔ پس تہمتِ عداوت کی تاثیر کے تمام قائل ہیں۔

شاہد کے اوصاف بیان کرنے اور شہادت کے سلسلہ میں چند ایک مزید ضروری امور کا بیان کرنا بھی مناسب ہے:۔

عورتوں کی شہادت:۔ اجرائے حدود کے بارہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کا ارشاد فرمایا ہے۔ جب تک مکمل ثبوت نہ ہو۔ سزا نہیں دی جا سکتی۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان له مخرج فخلوا سبیلهم۔ (ترمذی)

(ترجمہ) جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں سے حدود کو دُور کرو۔ اگر کسی ملزم کے لئے مخلصی کا موقعہ ہو تو اسے اس سے مستفید ہونے دو۔ پس اس کے پیشِ نظر جمہور نے حدود میں عورت کی شہادت کو ناقابلِ قبول قرار دیا ہے۔ عورت ضعیف اور مرد کے زیرِ اثر ہے۔ دوسرے اس کا اصل مقام گھر ہے۔ اسلئے مواقع جرائم میں عموماً اس کی موجودگی قرینِ قیاس نہیں۔ لہٰذا وہ زیرِ تہمت ہے کہ شاید گھر میں بیٹھی بٹھائی کو کسی واقعہ کا گواہ ٹھہرا لیا جائے۔

دیوانی مقدمات میں عورت کی شہادت کے بارہ میں نصِ صریح موجود ہے:۔

فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتن ممن ترضون من الشهداء ان تضل احدٰهما فتذکر احدٰهما الاخریٰ (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۲)

ترجمہ) پس اگر دو مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ بنانا پسند کرو گواہ بنا لو تا اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اُس کو یاد کرا دے۔

عورت کا حلقۂ کار گھر ہے۔ اس کو قرضہ کے لین دین کے معاملات سے کوئی سروکار نہیں۔ مرد عورت کا محافظ اور گھر کا خرچ مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ ایک چیز ذہن میں associations سے محفوظ رہتی ہے۔ مرد کے سامنے لین دین کے معاملات گاہے بگاہے آہی جاتے ہیں۔ اس لئے اسکے ذہن میں قرضہ کا واقعہ آسانی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ مگر عورت کے لئے اسے محفوظ رکھنے والی associations کے پیدا ہونیکا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ لہٰذا اسکے ساتھ ایک اور عورت کی شہادت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھ دی گئی۔ تا اس سے گھر میں کبھی ذکر اذکار ہوتا رہے اور اس واقعہ کی یاد محفوظ رہ سکے۔ ہاں بعض امور ایسے ہیں کہ جن میں عورت کی شہادت کی بنا پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ عورتوں کے مخصوص معاملات ہیں جن پر عموماً مردوں کو اطلاع نہیں ہوا کرتی۔ مثلاً ولادت، بلوغت، حمل، حیض، عورت کے خاص عیوب وغیرہ۔

امام ابوحنیفہؒ نے عورت کی شہادت کو اُن معاملات میں جو ناف سے گھٹنے تک کے متعلق ہیں قابلِ قبول قرار دیا ہے۔ اسی لئے رضاعت کے بارہ میں وہ فرماتے ہیں کہ صرف عورتوں کی شہادت کافی نہیں کیونکہ یہ ایسا امر ہے جس کا مردوں کو بھی پتہ لگ سکتا ہے۔ کئی ایک نے امام صاحبؒ سے اختلاف کیا ہے۔ مگر ہمیں فقہاء کی آراء کی چھان بین کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ خود حدیث نبویؐ میں اس کے متعلق صراحت موجود ہے۔ ایک صحابیؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت نے جو ہمارے گھر آیا جایا کرتی ہے اور ہم اس کی کچھ خدمت بھی کر دیا کرتے ہیں۔ ہمیں کہا ہے کہ میرا تم دونوں پر حق ہے۔ کیونکہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیحدگی کا حکم دیدیا اور اُس ایک عورت کی شہادت پر فیصلہ فرماتے ہوئے ان کے اعتراض کو بایں الفاظ رد کر دیا۔ کیف و قد قِیلَ۔ یعنی جب یہ کہدیا گیا ہے کہ تم رضاعی بھائی بہن ہو تو پھر تم اکٹھے کیسے رہ سکتے ہو۔ قِیلَ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس امر کی تحقیق کی بھی ضرورت نہیں۔ کہ کسی نے کہا ہے۔ جب کہہ دیا گیا تو اس پر عمل ضروری ہے۔ کیونکہ یہ تقوےٰ کے قیام کا سوال ہے۔

احکام الابدان مثلاً طلاق، رجعت، نکاح، عتق وغیرہ کے بارہ میں دیوانی معاملات کی طرح مردوں کے ساتھ عورتوں کی شہادت بھی قبول کی جا سکتی ہے۔ بلکہ ایک موقعہ پر حضرت عمرؓ کا محض چار عورتوں کی شہادت سے مقدمہ طلاق کا فیصلہ کرنا ثابت ہے۔

گواہوں کی تعداد:۔ جیسا کہ محولہ بالا آیت کریمہ سے ظاہر ہے قرضہ کے لین دین کے بارہ میں اسلام نے ہدایت دی ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنائی جائیں۔ پس افراد کے باہمی مالی حقوق کے تنازعات میں دو مرد گواہوں کی شہادت دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن بعض جرائم اتنے خطرناک ہیں۔ کہ ان کا الزام لگانا بھی بسا اوقات نہ صرف ایک دو افراد، بلکہ خاندانوں کی بدنامی اور تذلیل کا باعث ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسلام نے اُن کے متعلق گواہوں کی تعداد کو بڑھا دیا ہے۔ سورہ نور آیت چار میں اللہ تعالیٰ نے زنا کا الزام لگانے والوں پر یہ لازم قرار دیا ہے کہ چار گواہ لائیں۔ اور نہ لا سکنے کی صورت میں اُن کے لئے حدّ قذف اسی کوڑے مقرر کئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ اور شہادت کو ناقابل قبول قرار دیا ہے۔ باقی حدود کے بارہ میں دو گواہوں کی شہادت الزام کو ثابت کر دیتی ہے۔ ہاں بعض معاملات میں اسلام نے انسانی مجبوریوں کے پیش نظر اس قانون کو بہت نرم کر دیا ہے۔ مثلاً ثبوتِ ولادت کے لئے صرف دایہ کی شہادت کافی ہے! ور رضاعت کے ثبوت کے لئے بھی جیسا کہ اوپر بیان کی ہوئی حدیث دلالت کرتی ہے صرف ایک عورت کی شہادت کافی ہے۔

اسی طرح جب دوسرا ڈاکٹر یا طبیب موجود نہ ہو تو اُس ایک کی شہادت کافی سمجھی جائے گی۔ ایسی صورت میں فقہاء نے ایک سلوتری کی شہادت کو قبول کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔

مندرجہ بالا استثنائی صورتوں کے علاوہ فقہاء کے درمیان ایک یہ بھی اختلاف ہے کہ ایک گواہ کی شہادت کے ساتھ مدعی سے قسم بھی لی جاسکتی ہے یا نہ۔ امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ گواہِ ثانی کی بجائے مدعی سے قسم لینا جائز نہیں بلکہ ایسی صورت میں مدعا علیہ سے قسم لینے کی ہدایت کرتے ہیں۔

گواہ طلبی پر حاضر ہوں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :۔

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا۔

(ترجمہ) گواہوں کو جب طلب کیا جاوے تو وہ حاضر ہونے سے انکار نہ کریں۔

سو ہر مدعی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ گواہوں کو بُلوا کر اپنے دعوے کے متعلق ان سے شہادت دلواسکے

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

الا اخبرکم بخیر الشھدآء الذی یاتی بشھادۃ قبل ان یسألھا

(ترجمہ) کیا میں تم کو بہترین گواہ کی علامت نہ بتاؤں۔ بہترین گواہ وہ ہے جو اسے شہادت کیلئے طلب کرنے سے پیشتر ہی شہادت دے دے۔

مراد یہ کہ ایک شخص کو جس کا حق بباعث عدمِ شہادت تلف ہو رہا ہے۔ خود جا بتائے کہ اُسے اِس امر کا علم ہے۔ اور اِس طرح اس بھائی کے جائز حق کی حفاظت کا باعث بنے۔ شارحین نے اِس حدیث کو دیوانی معاملات تک ہی محدود سمجھا ہے۔ فوجداری معاملات میں سے صرف چوری کو شامل کیا ہے۔ کیونکہ اس میں بھی مالی حقوق کا سوال ہوتا ہے۔ اور دیگر فوجداری مقدمات میں وہ اِس طرف گئے ہیں کہ بھائی کے عیوب کی پردہ پوشی بھی ثواب کا کام ہے۔

گواہوں کا خرچہ

جہاں اسلام نے گواہوں کو قضاء میں حاضری کا پابند کیا ہے وہاں اُن کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقوق کی بھی حفاظت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ولا یضار کاتب ولا شہید۔

(ترجمہ) کاتب اور گواہ کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ یعنی اگر انہیں بغرضِ شہادت طلب کریں اور اس طرح انہیں مشقت برداشت کرنی پڑے یا اپنا قیمتی وقت حرج کرنا پڑے تو ان کو اس کا معاوضہ ملنا چاہیئے۔ ایسا ہی وثیقہ نویس کو بھی اس کی اُجرت دی جاوے۔

شہادت کیسی ہو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے عینی ہونے کے متعلق واضح ہدایت موجود ہے:۔

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لرجل تری الشمس قال نعم۔ قال مثلھا فاشھد او دع (اخرجہ ابن عدی وصححہ الحاکم)

(ترجمہ) ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا تم سورج دیکھ رہے ہو؟ اس نے عرض کیا ہاں! فرمایا اِس جیسی شہادت اگر ہے تو دو ورنہ چھوڑ دو۔

پس یہ ضروری ہے۔ کہ اگر شہادت ایسے امر کی، ہو جو دیکھا جا سکتا ہے تو اس شخص کی ہونی چاہیئے جس نے اس کو دیکھا۔ اگر ایسے امر کے متعلق ہو جو سُنا جا سکتا ہے تو اُس شخص کی ہونی چاہیئے جس نے براہِ راست سُنا۔ اور اگر ایسے امر کے متعلق ہے جو دیگر حواس سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ تو اس کی ہونی چاہیئے جس نے محسوس کیا۔ گویا شاہد کے لئے ضروری ہے کہ اس کو واقعہ کا براہ راست علم حاصل ہو۔ جیسے سورج کے مشاہدہ سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔ ویسے ہی یقینی علم سے قضاء میں شہادت پیش کرنی چاہیئے۔ ہاں بعض امور میں استثنائی طور پر ظنّی شہادت بھی قبول کی جا سکتی ہے امام بخاریؒ نے اِس امر کے ثبوت میں ایک باب باندھا ہے۔ جس کا عنوان ہے باب الشھادۃ علی الانساب والرضاع المستفیض والموت القدیم۔ یعنی شہرت یافتہ نسب اور رضاع، پُرانی موت کی شہادت کے بارہ میں باب۔ اِس باب میں رضاع کے بارہ میں چار حدیثیں لائے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رضاع کے لئے دو معیّن آدمیوں کی عینی شہادت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ محلہ میں اِس امر کی شہرت ہی کافی ثبوت ہے۔ اس پر انہوں نے نسب اور پُرانی موت کے ثبوت کا قیاس کیا ہے۔ فقہاء نے پُرانی موت سے چالیس پچاس سال قبل کی وفات کو مراد لیا ہے۔ شافعیوں نے ظنّی شہادت کو مزید وسعت دی ہے اور اس میں عتق، ولاء، ولایت، وقف، عزل، نکاح اور اُس کے توابع تعدیل، تجریح، وصیت، رشد، سفہ اور رقبہ وغیرہ کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شامل کیا ہے۔

شہادت علیٰ شہادت اگر کوئی گواہ بیمار ہو، یا اتنا دُور ہو کہ بُلایا نہ جا سکتا ہو۔ یا مرچکا ہو تو قضاء شہادت علیٰ شہادت پیش کرنے کی اجازت دے دیگی۔ یعنی ایک ایسا شخص جس کو براہِ راست علم حاصل نہیں ہوا بلکہ ایسے شخص سے جو خود حاضر نہیں ہو سکتا سُنا ہے تو وہ قضاء میں آکر بیان کرتا ہے۔

اس سے موجودہ زمانہ کے رواج کے متعلق کمشن مقرر کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ یعنی قضاء خود کسی آدمی کو مقرر کر دے کہ وہ اس شخص سے شہادت لے کر بھیج دے۔ یا ایک فریق سے سوال لکھوا کر دوسرے سے جرح تحریر کروا کر گواہ کو جواب کے لئے ارسال کرے۔ پردہ نشین مستورات کی شہادت اگر مناسب ہو تو اسی طریق پر لی جائے۔ کیونکہ اُن کے لئے قضاء میں حاضر ہونا سخت مشقت کا باعث ہے۔

دستاویزی شہادت قرونِ اُولیٰ میں تحریر کا آج کی طرح رواج نہ تھا۔ تاہم اسلام نے تحریر پر بہت زور دیا۔ قرآن کریم نے قرضہ کے لین دین کے بارہ میں ہدایت فرمائی کہ لکھ لیا کرو۔ ایسا ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے پاس اگر کوئی ایسی چیز ہے جس کے متعلق وہ وصیّت کر سکتا ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وصیّت لکھے بغیر وہ رات بھی بسر کرے۔ اُس زمانہ میں آنحضرتؐ کے مکتوبات جن پر آنحضرت کی خاتم مبارک ثبت ہوتی تھی اور احادیث کے تحریری مجموعے مستند خیال کئے جاتے تھے۔ بااین ہمہ بعض فقہاء نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ایک کا خط دوسرے کے خط سے مشابہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے تحریر قابلِ اعتماد شہادت نہیں۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں مفسدوں نے جعلی خط اور مُہر بنا کر فتنہ بپا کیا۔ بیشک اگر محض تحریری ثبوت ہو تو قضاء کو بہت زیادہ احتیاط لازم ہے۔ چاہیئے کہ تحریر پر جن گواہوں کی شہادت ثبت ہو اُن سے بھی گواہی لے لی جاوے۔ اور ساتھ ہی قرائن کو بھی مدّنظر رکھا جاوے ہمارے زمانہ میں تو اس بارہ میں بہت آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ ایسے ماہرین موجود ہیں جو دستاویزات، انگوٹھا اور خط وغیرہ کو دیکھ کر درست رائے دے سکتے ہیں۔ یہ فن اعلیٰ درجے کی سائنس بن گیا ہے اسکے ماہرین بطور شاہد قضاء میں پیش ہو سکتے ہیں۔ اور بعض فقہاء نے باوجودیکہ اسلام کو شاہد کا ضروری وصف قرار دیا ہے، غیر مسلم ماہرین کی شہادت کو پیش ہونیکی اجازت دی ہے۔

اختلافِ شہادت جب قاضی کے سامنے مختلف گواہوں کی شہادتیں پیش ہوں تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُس کا فرض ہے کہ دیکھے آیا اصل معاملہ میں کسی قسم کا اختلاف موجود ہے، یا محض غیر ضروری تفصیلات میں فرق ہے۔ قاضی کو چاہیئے کہ انسانی کمزوری کو ملحوظ رکھے۔ دو گواہوں نے باوجودیکہ بیک وقت ایک واقعہ دیکھا ہو۔ یہ بہت مشکل ہے کہ واقعہ کی تمام تفصیلات مکمل اور صحیح طور پر ذہن میں محفوظ ہو۔ مثلاً ایک گائے کی چوری کے متعلق دو شخص شہادت دیتے ہیں کہ فلاں آدمی نے چرائی۔ مگر اس کے رنگ میں وہ باہم اختلاف کرتے ہیں۔ ایک سیاہ بتاتا ہے دوسرا سُرخ۔ یا دونوں ہی سُرخ بتاتے ہیں حالانکہ وہ سیاہ ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس قدر اختلاف والی شہادت قبول کر لیجائیگی کیونکہ رات کے وقت سُرخی اور سیاہی میں مشابہت کے باعث اتنی غلطی لگ سکتی ہے۔ ایسا ہی چور کے لباس کے بارہ میں معمولی اختلاف ہو تو یہ اتنی اہمیت نہیں رکھتا کہ اُن کی شہادت کو بہ پایۂ ثقاہت سے گرا دے۔

ہمارے ملک کی سرکاری عدالتوں میں جس طرح گواہ کی شہادت کی چھان بین کی جاتی ہے اور ہر باریکی میں صحت کا تقاضا کیا جاتا ہے درست نہیں۔ کیونکہ وہ انسان کی فطرتی کمزوری کو ملحوظ نہیں رکھتیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی مقدمہ اُس وقت تک شاذ ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ جبتک گواہوں کی تعداد کو بڑھا نہ دیا جائے۔ اگر عدالتیں سچ کو قائم کرنا چاہتی ہیں تو انہیں اِس سختی کو کم کرنا چاہیئے۔

جرح علامہ ابن قیم نے اپنی تصنیف الطُرق الحکمیہ میں ایسے مقدمات کی ایک لمبی فہرست تحریر فرمائی ہے۔ جس میں فراست سے قضاۃ حقیقت تک پہنچ گئے۔ فراست کا زیادہ استعمال مدعی اور گواہوں پر جرح سے ہی ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے ملک کے قانون کے ماتحت کسی فریق کو بطور گواہ طلب کر کے اس پر باقاعدہ جرح کی جاتی ہے۔ اسی طرح اسلام میں بھی مدعی پر جرح جائز ہے۔ اور گواہ کی شہادت کو مفید بنانے کے لئے تو جرح ازبس ضروری ہے۔ فریقین اور قضاء تینوں جرح کر سکتے ہیں۔ جو فریق گواہ کو پیش کر رہا ہو۔ اس کے متعلق قضاء کو یہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ کہ وہ گواہ سے نہ پوچھے۔ یعنی گواہ کے مُنہ میں جواب نہ ڈالے۔ مثلاً یہ نہ کہے۔ کیا تم کو یاد ہے کہ تمہارے سامنے میں نے زید کو چار ہزار روپیہ دیا تھا۔ لیکن قاضی حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے اگر مناسب سمجھے تو اس قسم کے سوال گواہ سے کرے۔ ایسا ہی فریق مخالف کے متعلق گواہ کو کسی قسم کی مدد دینے کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ اس لئے اس پر دریافت سوالات میں اس قسم کی پابندی عائد کرنی ضروری نہیں۔

(۲) یمین حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اوپر بیان ہوا ہے:۔

البیّنة علی المدعی والیمین علی المدعا علیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اگر مدعی کے پاس اپنے دعویٰ کا کوئی ثبوت نہ ہو تو مدعا علیہ کے قسم کھانے سے دعویٰ ساقط ہو جاتا ہے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ قسم مندرجہ ذیل الفاظ میں لے۔

باللہ الذی لا الٰہ الا ھو۔

(ترجمہ) قسم ہے اُس اللہ کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اس پر کوئی اضافہ نہ کرے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں۔ کہ اس پر یہ اضافہ کرے۔ الذی یعلم من السّر ما یعلم من العلانیۃ یعنی وہ ذات جو غائب پر بھی ایسے ہی آگاہ ہے۔ جیسے کہ وہ حاضر پر آگاہ ہے۔ گو ہمارے ملک میں ان عربی الفاظ کی پابندی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایک عربی نہ جاننے والے شخص سے یہ الفاظ کہلوانے اور ان کا ترجمہ پڑھوانا شاید مناسب نہ ہو۔ قسم کھانے والے کی زبان میں ہی قسم لی جاسکتی ہے۔ مگر بہتر ہے کہ قسم کے الفاظ قضاء کی طرف سے ہی معین کئے جاویں۔ جن میں محولہ بالا قسم کی طرح صراحت ہو۔
حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حلف کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ یمین کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جو بہت زیادہ عام۔ اگر کوئی غیر مسلم پیش ہو تو اس سے عرف اور اس کے مذہب کے مطابق اس چیز کی قسم لی جاوے جس کو وہ قابلِ احترام سمجھتا ہے۔ اور جس کی قسم کی ہیبت ہے اس سے زیادہ سے زیادہ سچ بولنے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ قسم کھانے والے کو سمجھا دینا چاہیئے۔ کہ جھوٹی قسم کھانا خدا کی ناراضگی مول لینا اور دوزخ خریدنا ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

من حلف علیٰ یمین صبر و ھو فیھا فاجر یقتطع بھا مال امرء مسلم لقی اللہ یوم القیامۃ و ھو علیہ غضبان (متفق علیہ)

(ترجمہ) جو جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال لیتا ہے۔ وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور جب پیش ہوگا اُسے ناراض پائے گا۔

من اقتطع حق امرء مسلم فقد وجب اللہ لہ النار و حرم اللہ علیہ الجنۃ (مسلم)

(ترجمہ) جس نے مسلمان شخص کا حق اپنی قسم سے غصب کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو اس پر واجب کر دیا اور جنت کو اس پر حرام کر دیا۔

قسم کو غلیظ بنانے کے لئے امام مالکؒ یہ جائز قرار دیتے ہیں۔ کہ عام مسجد، جامع مسجد، مسجد نبویؐ میں منبر شریف کے قریب جا کر قسم لی جاوے۔ ہمارے زمانہ میں جبکہ قومی کیریکٹر بہت زیادہ گر گیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سچ کا فقدان ہے اور جھوٹ عام چیز ہو گئی ہے۔ اہم معاملات میں جب مدعا علیہ کی قسم پر ہی حق کا فیصلہ ہونا ہو تو عام قسم پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ قسم کو زیادہ سخت بنا دینا چاہیئے۔ امام مالکؒ کے بیان فرمودہ ذرائع میں سے اکثر ہمیں یہاں میسر نہیں۔ مگر حالات کے مطابق قضاۃ تجویز کر سکتے ہیں۔ مثلاً قسم کھانے والے کے ہاتھ میں قرآن دیدیا۔ یا بچوں کے سر پر ہاتھ رکھکر قسم کھانے کے لئے کہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے قادیان کے بعض آریہ صاحبان سے قسم کا مطالبہ اپنے بچوں کے سر پر ہاتھ رکھکر کیا ہے۔

مدعی کی قسم کے متعلق اختلاف ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، احمدؒ۔ ابو داؤد، اور مدینہ کے فقہائے سبع مدعی کی قسم اور اس کے ایک گواہ کے ساتھ اموال میں فیصلہ جائز قرار دیتے ہیں۔ ابوحنیفہؒ۔ ثوری، اوزاعی اور اہل عراق کہتے ہیں جائز نہیں۔

گواہوں کو قسم دینے کی سند قرآن کریم سے ملتی ہے۔ سفر میں وصیت کے گواہوں کیلئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ قسم کھا کر شہادت دیں (سورہ مائدہ آیت ۱۰۴)

پس جہاں قاضی کو گواہوں کی صداقت پر شبہ ہو اور موجودہ زمانہ میں جو فیج اعوج ہے۔ سو فیصدی عادل گواہوں کا ملنا محال ہے۔ گواہوں سے سچ بلوانے کے لئے قسم لی جا سکتی ہے۔ اور مدعا علیہ کی قسم کی طرح اُن کی قسم کو بھی غلیظ بنایا جا سکتا ہے۔

(۳) نکول مدعی کے پاس ثبوت نہیں اور مدعا علیہ قسم کھانے سے انکار کرتا ہے۔ اِس انکار کو اصطلاحی طور پر نکول کہتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں عبد اللہ بن عمرؓ کے خلاف ایک غلام کی بیع کو منسوخ کرنے کا مقدمہ پیش ہوا۔ خریدار نے دعویٰ کیا۔ کہ غلام کو کوئی بیماری فروخت سے قبل کی لاحق ہے۔ حضرت عثمانؓ نے عبد اللہ بن عمرؓ سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ حلف اٹھائیں کہ فروخت کے وقت اُسے کوئی بیماری نہ تھی۔ انہوں نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ حضرت عثمانؓ نے مدعی کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے بیع کو منسوخ کر دیا۔ اور عبد اللہ بن عمرؓ نے غلام کو واپس لیکر پہلے سے مہنگا کسی اور کے پاس بیچ دیا۔ پس محض نکول کی بناء پر مدعی کے حق میں ڈگری دی جا سکتی ہے۔ اور یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور جمہور کوفیوں کا ہے۔ اس کے خلاف امام مالکؒ، امام شافعیؒ، فقہاء حجاز اور عراقیوں کے ایک گروہ کا خیال ہے۔ کہ مدعی کا حق اُسی وقت ثابت ہوتا ہے۔ جب مدعا علیہ کے قسم سے انکار کے بعد مدعی بھی قسم کھائے یا ایک گواہ رکھتا ہو۔

(۴) اقرار جب مدعا علیہ یا ملزم قضاء کے اجلاس کے دوران میں قاضی کے سامنے اقرار کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو بالاتفاق اس پر قضاء کو فیصلہ دینے کا حق ہے۔ ایسا اقرار جو قضاء کے اجلاس کے دوران میں نہ کیا گیا ہو۔ وہ قاضی کے سامنے کیا ہو اُس کو قبول کرنے میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف درحقیقت اس امر پر منحصر ہے۔ کہ کیا قاضی اپنے عِلم کی بناء پر فیصلہ کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر قاضی کا یہ حق تسلیم کیا جائے تو پھر قضاء کے پاس ذاتی حیثیت میں جو اقرار اس کے سامنے ہو اس پر فیصلہ کر سکتا ہے۔ شافعیؒ کوفی اور ابو ثور کہتے ہیں۔ کہ قاضی اپنے علم کی بناء پر فیصلہ کر سکتا ہے۔ اور مالکؒ، احمدؒ اور شریحؒ کہتے ہیں۔ کہ محض اپنے علم کی بناء پر فیصلہ نہیں کر سکتا۔ (بدایۃ المجتہد)

قاضی کو اقرار کی بناء پر ڈگری دیتے ہوئے یہ دیکھ لینا چاہئے۔ کہ اقرار واقعی ہے اور کسی دباؤ یا غلط فہمی کے نتیجہ میں تو نہیں ہوا۔

(۵) قرائن

اسلام نے کسی دعویٰ کے ثبوت کے لئے محض گواہوں یا قسم پر ہی انحصار نہیں رکھا بلکہ قرائن کو بھی بطور ثبوتِ دعویٰ پیش کیا ہے۔ قرآن کریم میں قرائن سے ثبوت کے واقعات موجود ہیں۔ مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ۔ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگایا کہ انہوں نے اُس سے بُرا ارادہ کیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اِس الزام کی تردید کی۔ اس پر زلیخا کے گھر والوں میں سے کسی نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ یوسفؑ کی قمیص دیکھی جاوے اگر آگے سے پھٹی ہو تو زلیخا سچی اور اگر پیچھے سے پھٹی ہو تو یوسفؑ سچا ہے۔ قمیص کو دیکھا گیا تو پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ اس قرینہ کی بناء پر زلیخا کا شوہر فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گیا۔

ایسا ہی قرآن کریم میں حضرت سلیمانؑ کے فیصلہ کی طرف اشارہ ہے۔ دو عورتوں نے ایک بچہ کے متعلق دعویٰ کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کو دیدیا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ چھری سے کاٹ کر بچہ دونوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اِس پر بڑی تیار ہو گئی اور چھوٹی نے چیخ کر کہا کہ یہ بڑی کا بیٹا ہے اُسے دے دیجئے نِصف نِصف مت کیجئے۔ یہ اضطراب یہ اظہارِ محبت ماں ہونے کا بڑا قوی قرینہ تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ دیا۔

خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے مواقع پر قرینہ سے فیصلہ کرنا پڑا۔ عفراء کے دو بیٹوں نے ابوجہل کے قاتل ہونے کا دعوےٰ کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پُوچھا کہ کیا تم نے اپنی تلواروں کو صاف کر لیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ مجھے دکھاؤ۔ جب دیکھا تو ایک تلوار پر خون کے نشان تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہی قاتل ہے۔ اس کو ابوجہل کا سامان لینے کی اجازت عطا فرمائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا ہی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک گم شدہ شے کے مختلف مدعیان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے یہ ارشاد فرمایا کہ جو اس کی سب سے زیادہ علامتیں بتا دے اس کو وہ شے دیدی جاویگی۔ پس قرآن کریم اور احادیث سے قرائن کی بناء پر فیصلہ کرنا ثابت ہے لیکن حدود اور قصاص میں چونکہ بہت زیادہ قطعیت کی ضرورت ہے۔ معمولی شُبہ حد کو زائل کر دیتا ہے۔ اس لئے اُنکے بارہ میں فیصلہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ شہادت یا قرار موجود ہو۔

منصبِ قضاء

اسلام نے منصب قضاء کو بہت زیادہ عظمت بخشی ہے۔ اسے نہایت ہی ذمہ داری کا کام قرار دیا ہے۔ اسلامی قضاء امام وقت یا امیر کی طرف سے قائم کی جاتی ہے۔ ایک یا ایک سے زیادہ قاضی مقرر کئے جا سکتے ہیں۔ نگران کے عمل کی وضاحت ہونی چاہیئے۔ تمام قاضیوں کا افسر قاضی القضاۃ ہوتا ہے۔ جو موجودہ زمانہ کی اصطلاح کے مطابق چیف جسٹس کہلاتا ہے۔ قضاء نظام حکومت کے ماتحت نہیں ہوتی بلکہ یہ ادارہ براہ راست امامِ وقت یا امیر کے ماتحت ہوتا ہے۔ افراد کے حقوق کے تصفیہ کا حق کلی طور پر قضاء کو حاصل ہے۔ حتیٰ کہ قضاء خود امیرالمومنین کے خلاف مقدمہ کی سماعت کر سکتی ہے۔ خلافتِ راشدہ میں ایسے واقعات ہوئے ہیں جبکہ امیرالمومنین ایک فریق مقدمہ تھے۔

قاضی کی ذمہ واری کا احساس مندرجہ ذیل حدیث سے ہو سکے گا۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذُبح القاضی بغیر سکین۔ یعنی جس کے سپرد قضاء کا کام کیا گیا۔ تو وہ یقیناً بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔ اسی لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ کہ قاضی بننے کی خواہش کی جاوے۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سأل القضاء وکل الیٰ نفسہ ومن جبر علیہ ینزل الیہ ملک یسددہ (رواہ الخمسۃ الا النسائی)

یعنی انسؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے منصب قضاء مانگا اُس نے اپنے اوپر ذمہ داری ڈال لی اور جو اِس پر مجبور کیا گیا تو اُس پر فرشتہ اُتریگا جو اس کی راہنمائی کرے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قانونِ قضاء

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا:۔

کیف تقضی اذا عرض لك قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد قال بسُنّة رسول اللہ قال فان لم تجد فی سُنّة رسول اللہ ولا فی کتاب اللہ قال اجتهد رأی ولا الو فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدرہٗ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضی رسول اللہ (ابوداؤد)

(ترجمہ) "تمہارے پاس جب کوئی مقدمہ آوے گا تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ معاذ رضؓ نے عرض کیا۔ کتاب اللہ کے ساتھ میں فیصلہ کروں گا۔ فرمایا کتاب اللہ میں سے نہ ملے تو؟ عرض کیا۔ رسول اللہؐ کی سنّت کے ساتھ۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اگر تمہیں رسول اللہ کی سُنّت اور کتاب اللہ میں بھی نہ ملے تو؟ معاذ رضؓ نے کہا۔ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہیں کروں گا۔ اس پر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینہ پر تھپکی دی اور فرمایا۔ شکر ہے اُس اللہ کا جس نے رسول اللہ کے رسول کو رسول اللہ کے منشاء کے موافق کیا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمودہ اصل کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کو ہدایت فرمائی ہے کہ:۔

"چاہیئے کہ قرآن اور سُنّت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جاوے۔ اور جو حدیث قرآن اور سُنّت کے مخالف نہ ہو اس کو بسروچشم قبول کیا جاوے۔ . . . . . اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سُنّت میں نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتوے نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں" (ریویو بر مباحثہ چکڑالوی)

پس اوّل قرآن۔ دوئم سنّت۔ سوئم حدیث اور چہارم علماءِ سلسلہ کا اجتہاد ہے۔ قاضی اگر عالم ہو اور ضرور عالم ہونا چاہیئے تو اُس کو بھی اجتہاد کا حق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حکم و عدل ہیں اور حضور اقدسؑ کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ما یَنطِقُ عن الھویٰ اِن ھو الّا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وحیٌ یُوحیٰ۔

(ترجمہ) وہ اپنی خواہشِ نفس سے کلام نہیں کرتا بلکہ وہ وحی ہے جو اُس کی طرف کی جاتی ہے۔ اس لئے جہاں کہیں حضورؐ کا ارشاد ملے اُس پر عمل کرنا صراطِ مستقیم ہے۔ وہ کبھی کسی صورت میں بھی قرآن، سُنّت، اور حدیث کا معارض نہیں ہو سکتا۔

پس جو منصبِ قضاء پر فائز ہو اُسے قضاء کے قانون کی واقفیت ضروری ہے۔ بغیر اس قانون اور ضابطہ کے علم کے کسی قاضی کا منصبِ قضاء قبول کرنا سخت خطرناک ہے۔ جیسا کہ مروی ہے:۔

عن بریدة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القضاة ثلثة اثنان فی النار وواحد فی الجنّة۔ رجل عرف الحقّ فقضی بہ فھو فی الجنّة ورجل عرف الحقّ فلم یقضِ بہ وجار فی الحکم فھو فی النار ورجل لم یعرف الحق فقضی للنّاس علیٰ جھل فھو فی النّار (رواہ الاربعة)

(ترجمہ) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قاضی تین قِسم کے ہیں۔ دو اُن میں سے دوزخ میں ہیں اور ایک جنّت میں۔ جس شخص نے حق کو معلوم کر لیا اور اس کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ پس وہ جنّتی ہے۔ اور جس نے گو حق کو پا لیا مگر اُسکے مطابق فیصلہ نہ دیا اور فیصلہ میں ظلم کیا تو وہ دوزخی ہے۔ ایسا شخص جس نے اصلیت کو نہ سمجھا اور جہالت سے لوگوں کے لئے فیصلہ دیدیا وہ بھی دوزخی ہے۔

پس کس قدر خوف کا مقام ہے کہ جہالت سے غلط فیصلہ کرنے والے کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخی قرار دیا ہے۔ جن کے سپرد قضاء ہو، اُنہیں شریعت کا مکمّل علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہنا اور ہر دم ترساں رہنا چاہیئے۔ تا ایسا نہ ہو کہ اُن کا فیصلہ اُنہیں جہنّم کی طرف کھینچ لیجانے کا باعث ہو۔ اِس حدیث سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ قاضی خصوصاً جاہل قاضی بغیر چھُری کے ذبح کیا گیا۔ (اللہ تعالیٰ معاف کرے اور ہر قسم کی خطاء سے محفوظ رکھے۔ آمین) لیکن ایسا شخص جو عالم ہے اور دیانتداری سے فیصلہ کرتا ہے۔ تو فیصلہ خواہ غلط ہو وہ قابلِ مؤاخذہ نہیں بلکہ غلطی کے باوجود مستحق ثواب ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:۔

عن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ انّہ سمع رسول اللہ صلی اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ وسلم یقول اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہٗ اجران فاذا حکم واجتہد ثم اخطأ فلہٗ اجرٌ (متفق علیہ)

(ترجمہ) عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ فرماتے تھے۔ جب حاکم فیصلہ کرے تو اجتہاد کرے؛ پھر اُس کا اجتہاد درست ہو تو اُسے دو اجر ملیں گے اور جب فیصلہ کرے اور اجتہاد سے کام لے مگر خطاء کرے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

آداب القاضی :۔

قضٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الخصمین یقعدان بین یدی الحاکم (رواہ احمد و ابو داؤد)

(ترجمہ) حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ فریقین حاکم کے سامنے بٹھائے جائیں۔ ایسا ہی حضرت اُمّ سلمہؓ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت کیا ہے :۔

مَنِ ابتلیٰ بالقضاء من المسلمین فلیعدل بینہم فی لحظہ واشارتہ و مقعدہ و مجلسہ ولا یرفع صوتہ علی احد الخصمین مالا یرفع علی الآخر۔

(ترجمہ) مسلمانوں میں سے جو عہدۂ قضاء پر مامور کیا جائے اُس کا فرض ہے کہ نگاہ میں، اشارہ کرنے میں، نشست و مجلس میں انصاف سے کام لے۔ اور فریقین میں سے ایک پر اپنی آواز کو اتنا بلند نہ کرے جتنا دوسرے پر نہیں کرتا۔

یہ دونوں حدیثیں فریقین میں کلی مساوات کا حکم دیتی ہیں۔ ان سے مندرجہ ذیل آداب القاضی مستنبط ہوتے ہیں :۔

۱۔ فریقین کو اپنے سامنے برابر کے مقام پر بٹھائے۔ فریقین کی جائے نشست ایک جیسی ہو۔ اور خود دونوں کے سامنے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ خود کسی فریق کے پاس بیٹھا ہو اور دوسرا فاصلہ پر ہو۔

۲۔ فریقین کو مخاطب کرنے میں مساوات کو ملحوظ رکھے۔ یہ نہ ہو کہ ایک کو ادب، پیار اور ہلکی آواز سے بُلائے اور دوسرے کو درشتی سے مخاطب کرے۔

۳۔ کسی ایک فریق کو ہاتھ یا آنکھ سے ایسا اشارہ نہ کرے جس میں اس سے محبت یا نفرت کا اظہار ہو یا اس کی تحقیر یا عظمت مقصود ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۴۔ فریقین کو بولنے کا مساوی موقعہ دے۔

۵۔ فریقین کی بات مساوی توجہ سے سُنے۔ یہ نہ ہو کہ ایک فریق بول رہا ہو تو کان لگائے ہو، اور دوسرا فریق بولے تو قاضی صاحب اخبار پڑھنا شروع کر دیں۔

۶۔ فریقین پر یکساں پابندیاں لگائے۔ اگر ایک کو بٹھائے رکھتا ہے تو دوسرے کو بھی بٹھائے رکھے۔

۷۔ ایسا ہی قاضی کے لئے حکم ہے کہ وہ اونگھ، نیند، غصہ کی حالت میں یا کسی اور طرف مشغول ہونے کی صورت میں فیصلہ نہ کرے۔ نیز بھوک، پیاس یا کسی اور قسم کے عارضہ کی حالت میں جو فہم پر بُرا اثر ڈالتا ہو فیصلہ نہ کرے۔

۸۔ پھر مساوات کا یہ بھی تقاضا ہے۔ کہ وہ کسی فریق کی دعوت قبول نہ کرے۔ سوائے اسکے کہ عام دعوت ہو۔ جس سے کسی خاص تعلق کا اظہار نہ ہوتا ہو۔ اور نہ کسی فریق کا تحفہ قبول کرے۔ گویا قاضی کے لئے لازم ہے۔ کہ ہر امر میں فریقین میں مساوات کو ملحوظ رکھے۔ کسی فریق کے خلاف ظلم و زیادتی سے بچے۔ کیونکہ اسی صورت میں ہی وہ الٰہی فضائل اور تائیدات کا مورد ہوتے ہوئے ٹھیک فیصلہ کرنے کی توفیق پا سکے گا۔ چنانچہ عبداللہ ابن اوفیؓ کی روایت ہے کہ:۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ مع القاضی مالم یجر فاذا جار وکلہ اللہ الیٰ نفسہ (ابن ماجہ)

(ترجمہ) حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اُس وقت تک قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک کہ وہ ظلم نہ کرے۔ اور جب وہ ظلم کرے اللہ تعالیٰ اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

اسلامی قضاء کے کچھ اصول اختصار کے ساتھ تحریر کرنے کے بعد احباب جماعت سے گذارش ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد "نیا نظام، نیا آسمان اور نئی زمین" (تذکرہ صفحہ ۱۹۶) کی تعمیر ہے۔ اِس "آسمانی بادشاہت" کو قریب لانے کے لئے "اسلامی شریعت کا وہ حصہ جس میں حکومت دخل نہیں دیتی اور جس کے متعلق حکومت نے ہمیں آزادی دی ہوئی ہے کہ ہم اس میں جس رنگ میں چاہیں فیصلہ کریں۔ ہمارا فرض ہے کہ اس حصّہ کو عملی رنگ میں اپنی جماعت میں قائم کریں۔" (انقلاب حقیقی صـــ)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اِس اصل کے پیشِ نظر جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء کے موقعہ پر جماعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو ارشاد فرمایا :-

"سوائے اُن مقدمات کے جن کو عدالت میں لے جانے کی مجبوری ہو - اور جن کے متعلق قانون یہ کہتا ہے - کہ انہیں عدالت میں لے جاؤ ہمارا کوئی جھگڑا عدالت میں نہیں جانا چاہیئے - اور ان جھگڑوں کا شریعت کے ماتحت فیصلہ کرانا چاہیئے " (انقلاب حقیقی صفحہ ۱۲۸)

پس ہمارے لئے اسلامی قضاء کے اصول ہندوستان کے دیگر مسلمانوں کی طرح محض علمی حیثیت ہی نہیں بلکہ عملی اہمیت رکھتے ہیں - قادیان میں عرصہ سے دارالقضاء قائم ہے اور باہر کی جماعتوں میں بھی قاضیوں کا تقرر ہو رہا ہے - ہمارا فرض ہے - کہ ہم قضاء کے نظام کو مضبوط کریں اور تمام احمدی اِس نظام کے ماتحت آجائیں - اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے - اور جلد دُنیا میں مکمل طور پر "نیا نظام ، نیا آسمان اور نئی زمین" قائم فرما دے - آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چین میں بُدھ مذہب کی ابتدا

(از جناب فتح محمد صاحب شرما)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اِس سلسلہ کو ترقی دیگا" (الوصیت ص۱۹)

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے۔ جسکے لئے مَیں دُنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے" (الوصیت ص۷)

جس جماعت کا مذکورہ بالا مقصد ہو۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ دُنیا کی تمام قوموں اور مذاہب سے گہری واقفیت حاصل کرے۔ کیونکہ بغیر واقفیت حاصل کئے تبلیغ جیسا اہم اور اوّلین فرض ادا کرنا محال ہے۔ اِسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے مَیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے چین میں بُدھ مذہب کی ادھوری سی تاریخ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ مؤرخوں کے نزدیک چین میں بُدھ مذہب کی ابتداء شہنشاہ مِنگ[1] کے مشہور خواب یعنی ۶۱ قبل مسیح سے ہوتی ہے۔ لیکن زمین اِس سے کہیں پیشتر تیار ہو چکی تھی۔ مفروضہ مغربی ممالک سے آنیوالے سوداگروں کے قافلوں نے اپنے روحانی پیغامات سے فضاء کو کافی متأثر کر رکھا تھا۔ بہت سے حالات نئے مذہب کے استحکام میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔ دو یا تین صدی تک ہندوستان اور چین کے درمیان تجارتی قافلے آتے جاتے رہے۔ رفتہ رفتہ چینی بُدھ مذہب سے واقف ہوتے گئے۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ اُن

[1] Ming

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تجارتی قافلوں کے متعلق ہماری معلومات کافی وشافی نہیں ہیں۔ تاہم یہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اُن دنوں اس قسم کی آمد و رفت تھی۔ چانگ چن ہن خاندان کے شہنشاہ وو[1] کے عہد کا مشہور چینی سیاح اور سفیر ہے۔ اُس کا زمانہ ۴۰ ـ ۳۷ قبل مسیح تک ہوتا ہے۔ یہ جنوبی اور مغربی سرحدوں پر مقامی قبائل کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک مرتبہ پارتھیا بھی گیا۔ جہاں متھریڈٹ[2] دوم کی حکومت تھی۔

چانگ چن جب اِس سفر سے لوٹا تو اُس نے بُدھ کے ایک طلائی مجسمہ کے حالات قلمبند کئے۔ اور غالباً انہیں پہلی مرتبہ دربارِ شاہی میں پیش کیا۔ یہ شخص مشرقی ایشیا میں ترکوں کے ہاتھوں دس برس قید رہا۔ اور چینیوں کے اُن ابتدائی گروہوں کا ایک فرد تھا۔ جس نے بُدھ کا نام سُنا تھا۔ رفتہ رفتہ بدھوں کا ادب چینی سرحدوں میں داخل ہونے لگا۔ اور ۶۱ء تک چین کے حلقوں میں اس کا اچھا خاصا تعارف ہوچکا تھا۔ لہٰذا ۶۱ء میں جب شاہ منگ نے خواب دیکھا تو اسکے وزیر فیوئی[3] نے اسے اپنی خداداد قابلیت سے ہندوستانی دیوتا مہاتما گوتم بُدھ علیہ السلام سے منسوب کردیا۔ تاؤ شیہ[4] ایک چینی مُنی گذرا ہے۔ اُس نے ۶۶۸ء میں ایک کتاب فایوآن چولن[5] نامی لکھی۔ یہ کتاب تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ اُس میں تحریر ہے۔ کہ ایک مُنی ۲۱۷ قبل مسیح ہندوستان سے آیا۔ چین میں اسے لئی فانگ[6] کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ سترہ ہمراہیوں کے ساتھ شیان[7] پہنچا۔ یہاں اُن سب کو قید کرلیا گیا۔ اُن کی رہائی کشف و کرامات کے ذریعہ عمل میں آئی۔

شہنشاہ منگ کے خواب کو ہر کس و ناکس بخوبی جانتا ہے۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد اُس نے ایک شاہی وفد روانہ کیا۔ تاکہ اُس سنت کے متعلق جو خواب میں ظاہر ہوا تھا مزید معلومات بہم پہنچ سکیں۔ اُس وفد میں اٹھارہ آدمی تھے۔ ۶۳ء میں یہ دارالخلافہ لویانگ[8] سے رخصت ہوئے۔ وسط ایشیا میں اپنے لئے راستے تلاش کرتے ہوئے۔ یہ ختن تک پہنچ گئے۔ اب انہوں نے شمال مشرقی ہندوستانی علاقوں کا رُخ کیا۔ جو تھوڑا ہی عرصہ پہلے واگ جیس[9] کے ہاتھوں فتح ہوچکے تھے۔ یہ سفید ہنس بھی

---

[1] Wou [2] mythridates [3] Fu.yi [4] Tao-shih
[5] Fa-yuan chu-lin [6] Li Fang [7] Si-an [8] Lo-yang
[9] Vaggis.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہلاتے تھے۔ اور چینی تاریخ میں یوائے چی[1] کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ قافلہ بہزار دقت آگے بڑھا اور تھوڑے ہی عرصہ میں مگدھ پہنچ گیا۔ مگدھ گنگا کے جنوب میں واقع ہے۔ یہ مقام بدھوں کے ادب اور یادگاروں کا ایک عظیم الشان خزانہ تھا۔ وفد اپنے مشن میں کامیاب رہا۔ اُن خزانوں تک اُن کی رسائی محض جزوی طور پر ہو سکی۔ دو بدھ پرچارکوں یعنی مبلغوں کی ہمراہی میں یہ قافلہ واپس چین کو لوٹا۔ اور سنہ ۶۷ء میں لوانگ پہنچ گیا۔ وہ قافلہ اپنے ساتھ یادگاریں اور مقدس تحریریں سفید رنگ کے گھوڑوں پر لاد کر لے گیا۔ اُن دو مبلغوں کے اصلی نام کاشیپ ماتنگا[2] اور گوبھرانا[3] تھے۔ لیکن چینی زبان میں اُن کا تذکرہ شاموتنگ[4] اور چو فولان[5] ناموں سے کیا گیا ہے۔ اوّل الذکر چین پہنچنے کے تھوڑا عرصہ بعد فوت ہو گیا۔ دوسرے نے ساٹھ سال کی عمر پائی اور کئی اہم کام سرانجام دیئے۔

مذہبی پیشواؤں نے ابتداءً جو آزاد ترجمے ایک مختصر پیرائے میں کئے ہیں اُن میں اشواگھوشا[6] کے وہ ادبی کارنامے قابلِ ذکر ہیں جو مہاتما بدھ علیہ السلام کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں ہم آج انہیں بدھ چرت کاویہ یعنی بدھوں کے منظوم حالات کے عنوان سے جانتے ہیں۔ اِس کتاب کے پانچ باب ہیں۔ مہاتما گوتم بدھ علیہ السلام کے سوانحی حالات کم و بیش درست ہیں۔ اُنہیں ہندوستانی ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے۔ بدھ مُنیوں نے ہندوستان سے چین جانا شروع کیا۔ یہ خوشگوار سلسلہ سات سو سال سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔ چین کی مرکزی سلطنت میں انہوں نے زبردست اہمیت حاصل کر لی۔ یہ مشاہدات یقیناً دلچسپ ہیں، کہ پہلی دو صدیوں میں آباد راہب ہر شعبہ پر چھا گئے۔ اور پھر رفتہ رفتہ چین میں ایک ذمہ وارانہ انداز میں کُلّی طور پر ملک کے نظم و نسق پر حاوی ہو گئے۔ اب بدھ مُنیوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوا اور چینیوں نے بدھ دھرم کو قومی حیثیت سے اپنانا شروع کیا۔ مبلغوں کے پہلے جتھے نے جس لگن، تندہی، بے غرضی اور قابلیت سے تصنیف و ترجمہ کی مہم کو سر کیا اور جس خوش اسلوبی سے تنظیم جیسے اہم اور مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا وہ بہت قابل قدر اور تعریف کے قابل ہے۔ ہندوستانی بدھ مبلغوں نے بدھ دھرم کی مذہبی تعلیمات کو سلیس چینی زبان میں پیش کیا۔ یہ ضخیم ترجمے

---

[1] Yueh-chik　[2] Kasyapa matanga　[3] Gobharana

[4] Shamo-tang　[5] Chu-Fu-Lan　[6] Asva gosha

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ صرف باعثِ خوشی ہیں بلکہ اُن کو دیکھکر اُن کے مصنفوں کے لئے دلوں میں انتہائی احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

چینی اُن بُدھ مبلغوں کے رُوحانی فیض سے بہت متأثر تھے۔ ہندوستانی بُدھ مبلغ سوتروں کے نقل کرنے میں خاص احتیاط برتتے تھے۔ وہ کُٹیوں میں رہتے تھے۔ اور اکثر قدیم ترین چینی مندروں میں گھومتے پھرتے نظر آتے تھے۔ کیونکہ وہاں پر انکو اپنے خیالات سنانے کا خوب موقع مل جاتا تھا۔ اور مندروں میں جانے والے بھی عام طور پر مذہبی لوگ ہوتے ہیں۔ وہ ہندوستانی مبلغ شدت سے مذہب پسند واقع ہوئے تھے۔ اُن کے نزدیک زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا۔ کہ اپنی ذات کو خداوندکریم کے لئے وقف کردیں اور دوسرے لوگوں کو دینِ بُدھ میں شامل کریں۔ اُن بُدھ مبلغوں کے حالات کو پڑھ کر مجھے اپنے پیارے آقا مہاتما بُدھ ثانی کرشن قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہندوستانی مبلغ مثلاً جناب مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ، حکیم فضل الرحمٰن صاحب۔ مولوی محمد شریف صاحب۔ مولوی رحمت علی صاحب۔ مولوی نذیر احمد صاحب ابن بابو فقیر علی صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر کی تصویریں آنکھوں کے سامنے گھومنے لگیں۔ اور دل کی گہرائیوں سے یہ دُعا نکلی۔ کہ خداوندکریم محض اور محض اپنے فضل وکرم سے اُن کی زبانوں میں اثر دے۔ اُن کے اعمال میں برکت ڈالے۔ اُن کے دلوں کے اندر اپنی محبت کے جذبات موجزن کرے، اور آسمان سے فرشتے نازل کرے جو اُن کی مدد کریں۔ آمین ثم آمین۔

جب ہمارا کوئی بھائی اپنے وطن اور اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر تبلیغ کے لئے جاتا ہے تو درحقیقت وہ ہمارا فرض ادا کرنے کے لئے جاتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے تبلیغ ہم سب پر یکساں فرض ہے۔ مگر اُس نے ہمارے بوجھ کو اُٹھا لیا اور ہمارے کام کو پورا کرنے کے لئے اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر غیر ممالک کو چلا گیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدارین خیراً

رفتہ رفتہ چینی لوگوں کی سرد مہری دُور ہونا شروع ہوئی۔ آپس میں اختلاط بڑھا۔ اور چینیوں میں خود ایسے مُنی پیدا ہونے شروع ہوئے۔ جن کی شریف النفسی اور مذہبی عظمت مسلمہ تھی۔ اُن بُدھوں کی زندگی موجودہ چینی بُدھوں کے نزدیک ایک اعلیٰ معیار ہے۔ یہاں دو چیزیں ہماری توجہ کو اپنی طرف پھیرتی ہیں۔ ایک طرف تو چینیوں کی وہ وفاداری جس سے وہ ہر اُس شے کو جو ہندوستانی مہایانہ سکول سے متأثر ہے نہ صرف باقی رکھے ہوئے ہیں بلکہ اس کی مزید توسیع واشاعت میں خاطر خواہ حصہ لے رہے ہیں۔ اور دوسرا اُن کا چین کے نظامِ زندگی میں نہایت خوش اسلوبی کیساتھ

روحانی عناصر کو داخل کرنا ہے۔ ہندوستانی اور چینی مُنیوں نے مہایانہ سوتر خالص ٹکسالی چینی میں تحریر کئے۔ مذہب کے طالبعلم انکو پڑھکر بہت کافی علمی تحقیقات کر سکتے ہیں۔

ہوئی یُوان[۱] ۳۳۳ء سے ۴۱۶ء تک زندہ رہا۔ اسکا شمار اُن چند منتخب و مخصوص ہستیوں میں سے ہے جنہوں نے بُدھ مت کو اسکے اصلی رُوپ میں پیش کیا۔

چینی مُنیوں نے چوتھی صدی کے آغاز میں ہندوستان کے مغربی اطراف میں آنا شروع کیا۔ یہ تیرتھ یاترا کے خیال سے آتے اور جب واپس جانے لگتے تو زیادہ سے زیادہ تعداد میں مقدس تحریرات اور دیگر اشیا بطور تبرکات کے جمع کر کے اپنے ہمراہ لیجاتے۔ چین میں بُدھ صحیفوں کا گویا سیلاب اُمنڈ آیا۔ چین کے مختلف شہنشاہوں نے جو بُدھ عقیدے کے حامی تھے نہایت اشتیاق کیساتھ وفد پر وفد بھیجنے شروع کئے۔ اُس زمانے میں جو سفر نامے مرتّب ہوئے ہیں اُن میں بار بار مذکور ہے "یہ یاترا ہنسی خوشی ختم ہوئی گرنتھوں میں جو کمی تھی وہ پُوری ہوگئی اور مسائل صاف ہوگئے۔ اور جو اختلافات پیدا ہوگئے تھے وہ دُور کر دیئے گئے۔"

چینی یاتریوں میں فاہیئن[۲]، سنگ یُون[۳]، آئی چنگ[۴]، ہسون چوانگ[۵] نے بہت کافی شہرت پائی۔ یہ ہندوستان آئے۔ شونگ چوان ۶۲۹ء سے ۶۴۵ء تک زندہ رہا۔ اول الذکر اور آخر الذکر نام ہماری خاص توجہ کا مستحق ہے۔ پروفیسر لیگ[۶] نے فاہیئن کی "بُدھ بادشاہتوں کے مندرجات" کا ترجمہ کیا۔ اس سے اس زمانے کے یاتریوں کے خیالات اور زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔ اُن سفرناموں سے ہمیں گوبی کے خطرناک ریگستانوں کا پتہ چلتا ہے۔ جہاں دُھوپ میں سفید کی ہوئی ہڈیاں رہنمائی کے کام سرانجام دیتی تھیں۔ ہسون چوانگ کی تصنیف مغربی سرحد سے حاصل شدہ مندرجات نے اس کے ہمعصروں اور جانشینوں کو جن کا رجحان روحانیت کی جانب تھا متأثر کیا۔ اب مَیں حضرت مہاتما بُدھ ثانی کرشن قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندرجہ ذیل ارشاد پیش کر کے ختم کرتا ہوں۔ "درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔ ورنہ اگر انسان ساری دُنیا کا مالک ہو جائے اور اِس قدر وسعت معاش حاصل ہو کہ تمام سامان عیش کے جو دُنیا میں ایک شہنشاہ کے لئے ممکن ہیں وہ سب علیش اُسے حاصل ہوں۔ پھر بھی وہ عیش نہیں بلکہ ایک قسم عذاب کی ہے جسکی تلخیاں کبھی ساتھ ساتھ اور کبھی بعد میں کُھلتی ہیں (ربانی سنت صفحہ ۲۱۷)

I-ch'ing ۴ Sung You ۳ Fa-Hsien ۲ Hui-Yuan ۱

Legge ۶ Hsun Chuang ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسط دوم

صداقت حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح موعود علیہ السلام

از روئے قرآن کریم

بلحاظ دعویٰ کے بعد کی زندگی کے

(از جناب مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی معلم المجاہدین تحریک جدید)

ایک مدعیٔ صادق کی بعداز دعویٰ زندگی بھی کئی لحاظ سے قابلِ غور ہوتی ہے۔ مثلاً:۔

الف۔ کہ خدا تعالیٰ نے اُس سے کیا سلوک کیا۔ یعنی قولی و فعلی دونوں لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے مشن کی تائید کی یا مخالفت۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا۔ قل اىّ شيء اكبر شهادة قل الله شهيد بيني و بينكم (انعام ۲) یعنی اے ہمارے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو کہدو کہ کونسی ہستی کسی مامور من اللہ کی صداقت کی شہادت میں بڑی ہوسکتی ہے۔ خود ہی کہدو خدا تعالیٰ ہی گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان۔ گویا خدا تعالیٰ اپنی قولی و فعلی شہادات سے میری تصدیق فرمائے گا۔

دوسری جگہ فرمایا۔ ويقول الذين كفروا لست مرسلاً قل كفىٰ بالله شهيداً بيني و بينكم (رعد آخر) یعنی کافر کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسول نہیں ہے۔ کہدو خدا تعالیٰ ہی گواہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان۔ پس معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کی شہادات قولی و فعلی کی جملہ اقسام کی رُو سے ایک مامور من اللہ کی زندگی پر غور کرنا چاہیئے۔

ب۔ کہ خود مخالفوں نے اُس مامور من اللہ سے کیا سلوک کیا؟ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ كذالك قال الذين من قبلهم تشابهت قلوبهم (بقرہ ۱۴) یعنی ایسی ہی باتیں بنائی تھیں ان لوگوں نے جو اِن مخاطبین سے پہلے تھے۔ اِن سب کے دل بسبب کفر و عناد گویا باہم مل چکے ہیں۔ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ مخالفین کے اعتراضات اور اُن کی مخالفت میں اُن کے عملی حالات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لحاظ سے بھی غور کرنا چاہیئے۔ کہ مخالفوں کی طرف سے اُس مدعی کیساتھ کیسا سلوک ہوا؟ آیا وہی سلوک (قولی وفعلی) جو انبیاء سابقین کے مخالفوں نے اپنے اپنے وقت کے مامورین سے کیا یا کوئی اور سلوک ؟ -

ج - اُس مدعی کی اپنی تعلیم وعمل کے لحاظ سے بھی اُس کے متعلق غور ہونا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کے قرب اور انبیاء کی محبت کی تعلیم دیتا ہے یا کچھ اور۔ کیونکہ اس کے دعویٰ کی حقیقت ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دُنیا کی اصلاحِ عقائد و اعمال کے لئے مبعوث ہونے کا مدعی ہوتا ہے۔ خدا سے دُور جانیوالی مخلوق کو پھر خدا تعالیٰ کے حضور لانے جیسی اہم خدمت کا دعویدار ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں کام بلحاظ تعلیم و تعامل ہی پرکھے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ جو خود غافل ہو کسی پاکیزہ چشمہ سے فیضیاب نہ ہو وہ کیسے دوسرے کو بیدار کرسکے گا۔ یا کس طرح دوسرے کی پیاس روحانی کا مداوا کریگا۔

ہرقل شاہِ رُوم نے ابُوسفیان سے (جب وہ مخالفانہ حالت میں تھے) منجملہ اور باتوں کے اِس امر کے متعلق بھی استفسار کیا تھا۔ کہ ماذا یامرکم۔ قُلتُ یقول اعبدوالله وحدہٗ ولا تشرکوا بہ شیئًا واترکوا ما یقول اٰباءکم ویامرنا بالصلوٰة والصدق والعفاف والصلة۔ تو پھر خود ہرقل بادشاہ نے اس کی وجہ بھی بتائی کہ وسألتك بما یأمرکم فذکرتَ انہ یامرکم ان تعبدوا الله ولا تشرکوا بہ شیئًا وینھٰکم عن عبادة الاوثان ویأمرکم بالصلوٰة والصدق والعفاف فان کان ما تقول حقًا فسیملك موضع قدمی ھاتین (بخاری جلد اول کتاب الایمان سے ماقبل حدیث)

یعنی ہرقل نے دریافت کیا کہ اے مکّے والو! وہ نبی تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ مَیں نے اُسے جواب دیا کہ وہ کہتا ہے۔ اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور چھوڑ دو ان معبودانِ باطلہ اور ان خیالاتِ فاسدہ کو جو تمہارے بزرگ کہتے چلے آئے۔ اور وہ حکم دیتا ہے ہمیں نماز، صدق اور پاکدامنی اور صلہ رحمی کا تو ہرقل نے کہا۔ کہ مَیں نے تجھ سے پوچھا تھا۔ کہ وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے سو تو نے اے اباسفیان بیان کیا۔ کہ وہ تمہیں عبادت الہٰی کا حکم دیتا ہے۔ کہ شریک نہ ٹھہراؤ اُس کا اور بُت پرستی سے منع کرتا اور نماز، سچائی اور پاکدامنی کا حکم دیتا ہے۔ پس اگر یہ باتیں جو تو کہتا ہے سچ ہیں تو ضرور وہ اِس جگہ کا جہاں مَیں کھڑا ہوں مالک ہوجائے گا۔ یعنی یہاں تک اُس کی رُوحانی سلطنت پھیل جائے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

د۔ اِس لحاظ سے بھی مامورین کی بعد دعویٰ زندگی پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اُس کی وفات کے بعد اُسکے قائم کردہ سِلسلہ کا کیا انجام ہؤا؟ کیونکہ وہ مامورِ صادق ایک کلمۂ طیّبہ ہوتے ہیں جو خدا سے صادر ہوتا ہے۔ ایک پاکیزہ درخت ہوتے ہیں جسے آسمانی باپ لگاتا ہے۔ ایک نافع الناس اور مفیدِ کُل وجود ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بروقت قائم و مبعوث کرتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم ترکیف ضرب اللہ مثلاً کلمةً طیّبةً کشجرةٍ طیّبةٍ اصلها ثابت و فرعها فی السّماءِ تؤتی اُکلها کلّ حینٍ باذن ربّها (ابراہیم ۶) یعنی کیا تو نے غور نہیں کیا۔ کہ کیسے بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثال اپنے کلمۂ طیّبہ کی۔ کہ وہ ایسے شجرہ طیّبہ کی طرح ہے، جس کی جڑھ زمین میں مضبوط ہے اور اس کی شاخیں بلند بالا فضاء سے غذا حاصل کر رہی ہیں۔ کہ وہ پاکیزہ درخت ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے ربّ کے حکم سے۔

اِسی مثال کی طرف اشارہ ہے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے اس قول میں کہ "جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا وہ جڑھ سے اکھیڑا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔" (متی) دوسری جگہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ امّا ما ینفع النّاس فیمکث فی الارض (رعد) یعنی جو چیز مخلوقاتِ الٰہی کے لئے نفع مند و مفید ہوتی ہے وہ زمین میں قائم رہتی ہے۔

لہٰذا اس کے سِلسِلہ کے قیام اور پھر مخالفوں کی مخالفت کی تیز و تُند گھٹاؤں اور طوفانی تھپیڑوں میں اس کے قائم و دائم رہنے کے لحاظ سے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اُس مالی کے فوت ہونے کے بعد اُس باغ کی ترقی ہوتی ہے یا معاً تنزل رُونما ہوتا ہے۔ کہ جیسے کوئی والی و وارث ہی نہ تھا۔

خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت

چونکہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔ مثلاً:-

الف۔ وہ فعلی شہادت جو صادقوں کے حق میں رُونما ہوتی ہے۔

ب۔ وہ فعلی شہادت جو مفتریوں کے حق میں ظاہر ہوتی ہے۔

ج۔ وہ فعلی شہادت جو کسی مدعی کے مخالفوں کے حق میں رُونما ہوتی ہے۔

د۔ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت آفاقی نشانات کے لحاظ سے جو اُس مدعی کی تائید میں اور اُسکے مخالفوں کی تردید میں رُونما ہوتے ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کے ضمن میں مندرجہ بالا تمام قسم کے معیارات کا بیان بالتفصیل کیا جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی فعلی شہادات کی رُو سے۔ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صادقین کے حق میں رُونما ہوتی ہیں (سابقہ معیاروں کو شمار کرتے ہوئے)

معیار پنجم یہ ہے ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ۰ انھم لھم المنصورون ۰ وانّ جندنا لھم الغٰلبون ۰ (صافات آخر) یعنی اور یقیناً پہلے سے طے ہو چکی ہے، قرار پا چکی ہے ہماری یہ بات ہمارے رسولوں کے حق میں۔ کہ یقیناً وہی ہاں وہی مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ اور یقیناً ہمارا یہ روحانی لشکر ہی غالب آیا کرتا ہے کیسا زبردست اور اٹل قانون بیان فرمایا۔ جو ابتدائے آفرینش سے جاری ہے۔ کہ انبیاءؑ آتے ہیں دُنیا اُن کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے۔ مگر نصرتِ الٰہی حق و باطل میں فرق کر دیتی ہے وہ صادقوں کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ پس وہ مظفر و منصور ہوتے ہیں اور اپنے مخالفوں پر غالب آتے ہیں۔ سچ ہے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو ٭ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

اِس نصرتِ الٰہی کی تشریح اور اِس غلبہ مذکورہ کے متعدد طریقے اسی سورۃ صافات میں نوحؑ ابراہیمؑ، اسحٰقؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، ادریسؑ، لوطؑ، یونسؑ کے واقعات میں ظاہر کر دیئے ہیں۔ مثلاً۔ الف۔ کبھی سب مخالف مار کر جیسے نوحؑ و لوطؑ کی قوم میں۔ ب۔ کبھی اولاد اور ماننے والوں میں برکت اور کثرت دیکر جیسے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ کی اولاد و ذریّت میں۔ ج۔ کبھی دشمن کی ہر قسم کی شرارت سے اُس نبی کو محفوظ رہنے اور خود بڑے بڑے شریروں کے مر جانے سے جیسے موسیٰؑ و ہارونؑ کی قوم میں۔ د۔ کبھی بالاتفاق سب قوم کے مان لینے سے۔ جیسے یونس کی قوم میں واضح کر دیئے ہیں۔

معیار ششم انّا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدّنیا و یوم یقوم الاشھاد (مومن ۶) یعنی تحقیق ہم البتہ ضرور مدد دیا کرتے ہیں اپنے رسولوں کو اور مومنوں کو اِس دُنیا میں اور اُس دن بھی (ہم مدد اور غلبہ دیں گے) جب شہادتیں قائم ہونگی اِس آیت میں بھی اپنی نصرت اور اعانت کی وجہ سے ہی مدعیانِ صادق کو مفتریوں سے ممتاز فرمایا ہے۔

رسولوں اور مومنوں کی نصرتِ خداوندی کی تشریح دوسری جگہ قرآن کریم میں یُوں بیان فرمائی ہے کہ اذا جاءَ نصر اللّٰہ والفتح و رأیت النّاس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا۔ (نصر) یعنی خدا تعالیٰ کی نصرت و فتح (مومنوں اور رسولوں کے حق میں) جب آتی ہے تو لوگ (باوجود سخت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخالفت کے، خدا تعالیٰ کے اُس دین میں دن بدن بکثرت داخل ہوتے ہیں۔

گویا اعداءِ دین کی ہر طرح کی کوششوں کے باوجود کسی مدعی کے ماننے والوں کا ترقی کرتے جانا اور قسما قسم کی ایذا دہی اور مصائب و آلام کا تختہ مشق بننے کے باوجود عام لوگوں کا اس نبی اور اُس دین کی طرف متوجہ ہونا اور نئے سلسلے میں شامل ہوتے جانا اس مدعی کی صداقت کی دلیل ہے۔ (باقی۔ باقی)

ضروری باتیں!

۱۔ خط و کتابت میں نام و پتہ خوشخط تحریر فرمائیں۔

۲۔ خریدار صاحبان خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

۳۔ ترسیلِ زر کی صورت میں وضاحت ہونی چاہیئے کہ یہ چندہ ریویو انگریزی کا ہے یا کہ اُردو کا۔

۴۔ موجودہ ہوشربا گرانی کے زمانہ میں تمام خریدار اصحاب کا قومی اور اخلاقی فرض ہونا چاہیئے کہ باقاعدہ اپنا چندہ ارسال فرما دیا کریں۔ اور وی پی کی ضرورت محسوس نہ کرائیں۔ مگر اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ باوجود دفتر سے متعدد یاددہانیوں کے بھی نہ چندہ بھیجا جاتا ہے اور نہ مہلت حاصل کی جاتی ہے۔ آئندہ کے لئے تمام خریدار اصحاب سے پُرزور اپیل ہے کہ وہ دفتر کی چٹھیوں کا ضرور جواب دیا کریں۔

۵۔ ہر خریدار کو چاہیئے۔ کہ اپنی تبدیلیٔ پتہ کی اطلاع فوراً دفتر میں بھجوایا کریں کیونکہ اِس طرح رسالہ کے ضیاع کے علاوہ دفتر کا نقصان بھی ہوتا ہے۔ اور بہت سا قیمتی وقت بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

امید ہے! کہ تمام خریدار اصحاب اِن ضروری باتوں کو نوٹ فرمالینگے۔ اور آئندہ اِن پر ضرور عمل پیرا ہوا کریں گے!

مینجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۷۱۹۳ :- منکہ محمد خاں صحابی ولد حاجی مہر گل قوم افغان مہاجر پیشہ ملازمت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن دار الرحمت قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $2\frac{1}{44}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ تعدادی ۵ مرلہ زمین واقع دار الرحمت جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے مفت عطا کی ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت مبلغ عـ۵ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد :- محمد خان موصی صحابی۔ گواہ شد :- نور محمد پسر محمد خاں۔ گواہ شد :- علی محمد صحابی و موصی انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۷۱۹۴ :- منکہ برکت علی خاں برہمی ولد محبت خاں قوم پٹھان لودھی پیشہ کاشتکاری و ٹھیکیداری عمر ۶۷ سال۔ تاریخ بیعت خلافت اولی ساکن موضع بھٹیاں ڈاکخانہ و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $25\frac{2}{44}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میں تنتیس ۳۳ کنال اراضی بارانی کا واحد مالک ہوں۔ جو کہ رقبہ موضع بھٹیاں ذیل جوڑہ جلال پور میں واقع ہے۔ اس کی بازاری قیمت دو صد روپیہ فی بیگھہ ہمارے ہاں ہے۔ جسکی کل قیمت -/۱۶۵۰ روپے ہوتی ہے۔ نیز میں نے برہما سے واپسی پر ایک مکان بھی بنوایا ہے جس کی قیمت -/۷۵۰ روپے ہے۔ کل ٹوٹل -/۲۴۰۰ روپے ہوتا ہے میں بفضل خدا تعالیٰ اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد اور کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ جس کی اطلاع میں کارپرداز مصالح قبرستان کو گاہے گاہے کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی رقم اس جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد اگر اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ برکت علی خاں موصی۔ گواہ شد:۔ دیوان علی خان برادر حقیقی۔ گواہ شد:۔ اللہ داد احمدی موصی ۴۵۱۵ ÷

نمبر ۷۲۶۷ :۔ منکہ الہ داد خاں مدرس ولد مولوی مولا بخش صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر تیس سال پیدائشی احمدی ساکن ڈڈیالہ نجاراں ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ مَیں موضع ڈڈیالہ میں مدرس ہوں۔ میری ماہوار آمد معہ الاؤنس مبلغ -/۸/۳۲ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اپنی ماہوار آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد میری اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ اللہ داد خاں مدرس ڈڈیالہ۔ گواہ شد:۔ غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:۔ چوہدری نور احمد چوہدری والہ موصی ۷۲۶۹ ÷

نمبر ۷۲۶۹ :۔ منکہ انور احمد ولد چوہدری عبد الرحیم صاحب ذیلدار قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۲۲ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن چوہدری والہ ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے جسقدر ہماری جائیداد ہے وہ تاحال والد صاحب کے نام پر درج ہے۔ جب تقسیم ہوگی تو اس کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وقف کر دوں گا۔ فی الحال میری زمیندارہ کی ماہوار آمد -/۲۰ روپے ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنیکے بعد جو جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ انور احمد بقلم خود۔ گواہ شد:۔ چوہدری مظفر احمد بقلم خود۔ گواہ شد:۔ غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ÷

نمبر ۷۲۷۹ :۔ منکہ رحیم بخش ولد فتح دین صاحب قوم راجپوت پیشہ دکانداری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن سیکھواں ڈاکخانہ ڈیری والہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ ۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد زمین وغیرہ تو کوئی نہیں ہے صرف ایک مکان ساڑھے چار گز اور ایک ڈیوڑھی تین گز اور ایک راس گائے ہے جس کی قیمت اس وقت -/۷۰ روپے ہے۔ مکان اور ڈیوڑھی کی قیمت اندازاً یکصد روپیہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی مال مویشی نہیں صرف نقد -/۲۰۰ روپیہ ہے۔ باقی میری دکانداری یا پوش سلائی کی اس وقت -/۷۰ روپے سالانہ تک ہی یعنی سال کے -/۷ روپے ادا کرتا رہونگا۔ اس حساب سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت قریشی فضل حق صاحب سیکرٹری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ سیکھواں کے ذریعہ ادا کرتا رہونگا۔ مکان ڈیوڑھی ا ئے اور نقد -/۲۰ روپے کا بھی دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر اور کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو جائے تو فوت ہونے کے بعد اس کا دسواں حصہ بہشتی مقبرہ قادیان کا حق ہوگا۔ کہ میرے ورثاء سے لے لیویں۔ میرے ورثاء کوئی عذر نہ کریں گے۔ اگر خدا نے چاہا تو اپنی حین حیاتی میں پوری رقم داخل خزانہ قادیان کرا دونگا۔ العبد:۔ میاں رحیم بخش موصی سیکھواں۔ گواہ شد:۔ قریشی فضل حق۔ گواہ شد:۔ میاں فقیر محمد۔ گواہ شد:۔ مہر شاہ محمد ؂

نمبر ۷۳۰۹ :۔ منکہ محمد الدین ولد میاں محمد یامین صاحب قوم راجپوت پیشہ زرگری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن بنگلہ صدر گوگیرہ ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کل جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک کمیٹی جو کہ تین سال سے شروع کی گئی ہے مبلغ -/۳۰۰ روپے کی۔ اور ایک قطعہ زمین پونے سات مرلہ جو کہ جلسہ سالانہ پر مبلغ -/۲۸۲ روپے پر خریدا ہے واقع محلہ دار البرکات شرقی متصل باغیچہ یحیٰی خاں مرحوم ہے۔ اور میری اس وقت ماہوار آمدنی مبلغ ؎ ۳۰ روپے ماہوار ہے۔ آج میں بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد مذکورہ کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں گا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ محمد الدین بقلم خود موصی حال پنڈی چیری ڈاکخانہ سید والہ ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد:۔ روشن دین پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ پنڈی چیری۔ گواہ شد:۔ مرزا نذیر علی قادیان ؂

نمبر ۷۲۹۴ :۔ منکہ عنایت اللہ ولد محمد بخش صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن حصار محلہ افغاناں بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/۱۳۷ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ عنایت اللہ احمدی ہیڈ کلرک ۲۰۷ ایڈین اڈیشو ڈیپو پرشیا اینڈ عراق فورس۔ گواہ شد:۔ رحیم داد پونا کیمپ عراق۔ گواہ شد:۔ مرزا فتح محمد احمدی دار البرکات

نمبر ۷۰۸۰ :۔ منکہ فاطمہ بی بی زوجہ قاسم خاں صاحب قوم جٹ عمر ہ ۵ سال تاریخ بیعت ۲۱/۱۰/۱۹۰۵ ساکن گھٹیالیاں ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد -/۳۲ روپے حق مہر جو اپنی زندگی میں میرے خاوند نے دیا تھا اور -/۳۶۸ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیمت اس جائیداد کی جو مجھے خاوند کے ترکہ سے موصول ہوئے ہیں۔ یہ کل رقم -/۴۰۰ روپے ہوتی ہے جس کا ۱/۳ حصہ جو مبلغ ۱۳۳/۵/۴ ہوتے ہیں کی وصیت کرتی ہوں۔ یہ رقم مذکورہ بالا یکمشت یا بالاقساط قبل از موت ادا کر دوں گی۔ اگر میرے مرنے کے بعد باقی رہے۔ تو میری جائیداد سے انجمن کا اختیار ہوگا کہ وصول کر لیوے۔ اور اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو۔ تو اس کی بھی ۱/۳ کی انجمن صدر احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اور اگر کوئی آمد مجھے اپنی زندگی میں ہو تو اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی ساتھ ساتھ ادا کرتی رہا کروں گی۔ لہذا یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں کہ سند رہے۔ الآمتہ:۔ نشان انگوٹھا فاطمہ بی بی بیوہ قاسم خاں گھٹیالیاں۔
گواہ شد:۔ نذیر حسین شاہ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ گھٹیالیاں۔ گواہ شد:۔ شیخ غلام رسول سیکرٹری انجمن احمدیہ گھٹیالیاں ٭

نمبر ۷۲۸۶:۔ منکہ سرفراز علی ولد نیاز علی صاحب قوم شیخ پیشہ زمینداری عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن قصبہ تلہر محلہ سید باڑہ ڈاکخانہ تلہر ضلع شاہجہانپور صوبہ یوپی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴/۱۹۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد جو کہ خود پیدا کردہ ہے حسب ذیل ہے۔

نام موضع	نمبر کھاتہ کھیوٹ	رقبہ	مالک	قیمت
فتح پور بزرگ	۶۱	۷ — ۸۱	سرفراز علی موصی	۴۰۰
امن پور	۸	۲ — ۹۹	اتفاق اللہ خاں وغیرہ راہناں	
بندوپٹی	۹	۳ — ۵۱	بقبضہ سرفراز علی موصی ۔ زر رہن	۸۰۰

نوٹ:۔ اس کے علاوہ جزوی طور پر برائے نام ایک باغ قلمی اور بعض جگہ زمینداری کا قلیل رقبہ اپنے بھائیوں اور چچا کے درمیان مشترک ہے جو کہ بہت ہی کم ہے۔ قیمت تخمیناً -/۲۵۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کر دوں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ عام طور پر مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ میرا گذارہ ملازمت پر ہوتا رہا ہے۔ آجکل بیکار ہوں۔ اگر کوئی ملازمت حاصل ہو جائیگی تو تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ العبد:۔ سرفراز علی موصی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد شجاعت علی موصی ۲۷۹۷۶، انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:۔ عبداللہ احمدی ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۷۳۱۷ :- منکہ نفیس فاطمہ خانم زوجہ سرفراز علی صاحب قوم پٹھان عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن قصبہ تلہر محلہ سید باڑہ ڈاکخانہ تلہر ضلع شاہجہان پور صوبہ یو۔پی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد جو کہ منجملہ مہر میرے خاوند نے خرید کر دی ہے۔ حسب ذیل ہے۔ ایک قطعہ مکان پختہ ایک منزلہ واقع محلہ سید باڑہ قصبہ تلہر ضلع شاہجہانپور ہے جس کی تخمینی قیمت مبلغ دو ہزار روپیہ ہے۔ جسکی میں تنہا مالک اور قابض ہوں۔ ایک عدد مشین سلائی سنگر والی بمعہ پائیدان ہے جسکی قیمت مبلغ دو سو پچاسی روپے ہے۔ ایک جوڑہ کڑے طلائی وزنی ایکتولہ ایک جوڑہ پائل نقرئی وزن تخمیناً ۲۵ تولہ ہے جسکی قیمت تخمیناً یکجائی مبلغ -/۱۲۵ ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائیداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ چونکہ خدا کے فضل و کرم سے میرے والد صاحب حین حیات ہیں ان کی طرف سے بھی ترکہ میں جس قدر مجھے ملے گا اس کے دسویں حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرا دین مہر مبلغ پانچہزار کا تھا۔ منجملہ اس کے مندرجہ بالا جائیداد میرے خاوند نے مجھکو خرید کر دی ہیں۔ چونکہ میں اپنے خاوند سے بہت خوش ہوں لہٰذا برضا و رغبت بلا جبر و اکراہ بقیہ حصہ مہر کو بحق خاوند معاف کرتی ہوں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ الامتہ نفیس فاطمہ خانم بقلم خود۔ گواہ شد۔ سرفراز علی شوہر موصیہ۔ گواہ شد۔ محمد شجاعت علی موصی ۲۷۹۷ انسپکٹر بیت المال

نمبر ۶۶۸۵ :- منکہ فضل عرف پھلا ولد الہ دین قوم ترکھان پیشہ زمیندارہ عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن فتحپور ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ زمین زرعی ۱۷ بگیے قیمتی ۴۲۰۰ روپے ایک مکان خام قیمتی -/۵۰۰ روپے۔ مال مویشی -/۱۵۰۔ نقد -/۴۰۰۔ کل جائیداد کی قیمت -/۵۲۵۰ روپے ہے۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو کہ مبلغ -/۵۲۵ روپے بنتے ہیں۔ میں اس رقم کو عنقریب داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرا دوں گا۔ اگر میں ادا کرنے سے پہلے فوت ہو جاؤں تو یہ رقم میری جو جائیداد بوقت وفات ثابت ہو اس میں سے وضع کر لی جاوے۔ اس کے علاوہ میرا گزارہ زمینداری پر ہے۔ ہر ششماہی پر جو آمد غلہ ہوا کریگی اس کا ۱/۱۰ حصہ تازندگی ادا کرتا رہوں گا۔ العبد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضل عرف پھلاں نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ اللہ دتا احمدی برادر موصی۔ گواہ شد ماسٹر سراج دین پریذیڈنٹ جماعت فتحپور ؏

نمبر ۷۲۵۹:۔ منکہ محمد عیسےٰ ولد اختر علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر ۵۰ سال۔ تاریخ بیعت مارچ ۱۹۰۷ء ساکن بھاگلپور حال کانپور یوپی۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴۲ احسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری ایک جائیداد غیر منقولہ ہے۔ جس کا رقبہ ۸ کنال ۱۰ مرلے ۳ سرساہی ہے۔ اور جو دارالانوار والی سڑک اور بھینی والی سڑک کے کونے پر واقع ہے اور جس کو میں نے چوہدری فتح محمد صاحب سیال سے ۳۵۶۰/- روپے پر خریدی ہے۔ اس کے علاوہ نقد روپیہ ۴۵۰۰/- روپیہ ہے۔ جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پاس اس وقت بمد قرض حسنہ پچاس ہزار میرے نام جمع ہے۔ اسوقت میری تنخواہ ۳۵۰/- روپے ہے جو مجھے ماہوار ملتی ہے۔ ان سب کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور جو جائیداد میری وفات پر اس کے علاوہ پائی جاوے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ العبد:۔ محمد عیسےٰ۔ گواہ شد:۔ محمد محسن ساکن حسینا پور مونگیر حال مقیم چمن گنج کانپور۔ گواہ شد:۔ عطاء محمد ہیڈ کلرک ؏

نمبر ۷۱۳۵:۔ منکہ بشیر احمد ولد اللہ داد خاں صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ ملازمت۔ عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن بیٹ ہالی ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴۳ ۹ احسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری تقریباً ماہوار تنخواہ ۳۰/- روپے ہے۔ میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ بشیر احمد ملازم ہوزری۔ گواہ شد:۔ محمد شفیع برادر موصی۔ گواہ شد:۔ علی محمد موصی واصحابی ؏

نمبر ۶۳۳۲:۔ منکہ عالم دین ولد فتح دین صاحب قوم بھٹی پیشہ درزی عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن منڈی بہاؤالدین ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۴۴ احسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ پانچصد روپیہ نقد میرے پاس ہے اور ۵ مرلے زمین سکنی میں ایک مکان کچا پکا بنا ہوا ہے واقعہ محلہ دارالرحمت متصل مکان مہر دین صاحب مرحوم راولپنڈی قیمتی ایکہزار روپیہ۔ میں اس جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمد قریباً سات روپے ہے۔ میں اس کا بھی دسواں حصہ داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- عالم دین ٹیلر ماسٹر موصی۔ گواہ شد:- محمد فخرالدین بیرون کابلی گیٹ نزد انڈسٹریل سکول گجرات۔ گواہ شد:- (حکیم) رحمت اللہ دواخانہ شفا قادیان ؛

نمبر ۶۱۱۲ :- منکہ غلام حسین ولد محمود خاں قوم جٹ چٹھہ پیشہ ملازمت عمر ۵۶ سال ساکن موہن کی ڈاکخانہ ڈاکخانہ تھانگی تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ۔ تاریخ بیعت ۸ر جنوری ۱۹۰۸ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۱۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ جائیداد میری منقولہ غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ اراضی ملکیت ۱۶ ایکڑ مکان جنکی بازاری قیمت ۔/۱۷۲۵۸ روپیہ نقد امانت تحریک جدید پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ ۔/۲۷۴۲ جملہ جائیداد کی مالیت بیس ہزار روپیہ ہے۔ جملہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آج کی تاریخ کے بعد جو جائیداد پیدا ہوں اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرا گذارہ ملازمت پر ہے۔ ۳۶ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ ماہواری آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے کوئی اور جائیداد ثابت ہوگی تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ موجودہ کی قیمت کا ۱/۱۰ مبلغ دو ہزار روپیہ آج ادا کر دیا ہے۔ کل ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ العبد:- غلام حسین موہن کی۔ گواہ شد:- علی محمد چک ۳۰۱ ج ب برنالہ ضلع لائلپور۔ گواہ شد:- ہدایت اللہ سربراہ نمبردار چک ۳۵ جنوبی سرگودھا ؛

نمبر ۷۱۸۰ :- منکہ محمد بی بی زوجہ نجات احمد صاحب قوم جٹ عمر ۱۶ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۴۱ء ساکن بکیواں ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۱/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد سوائے حق مہر کے کوئی نہیں ہے۔ میرا حق مہر میرے خاوند کے ذمہ یکصد روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں ۱/۱۰ حصہ وید دُنگی تو منہا رقم کر دوں گی اور جو میرے مرنے کے بعد میری جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- محمد بی بی۔ گواہ شد:- محمد عنایت اللہ۔ گواہ شد:- نجات احمد خاوند موصیہ ؛

نمبر ۷۲۸۴ :- منکہ سلطان علی ولد حیات محمد قوم چیمہ عمر ۵۰ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن گوجگ ڈاکخانہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ذاتی جائیداد بچیس گھماؤں زمین غیر منقولہ ہے جس کا میں واحد مالک ہوں۔ اسکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد اس سے زائد جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: سلطان علی نمبردار۔ گواہ شد: نبی بخش۔ گواہ شد: کرم الٰہی امیر جماعت احمدیہ تلونڈی کھجوروالی ؏

نمبر ۷۲۱۵: منکہ عبدالسلام عمر ولد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سیدنا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ قوم قریشی پیشہ زمینداری عمر ۳۰ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حضرت والد محترم کے متروکات سندھ میں لاکھا روڈ ضلع نواب شاہ میں ہے۔ اور میرا گذارہ اس جائیداد کی آمد پر ہے۔ مَیں اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ فی الحال میری اور کوئی آمد نہیں ہے۔ اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کردں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: عبدالسلام عمر۔ گواہ شد: علی محمد اجمیری۔ گواہ شد: عبدالمنان عمر

نمبر ۷۲۸۸: عائشہ بی بی زوجہ سلطان علی صاحب قوم جٹ عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی۔ ساکن کھچوچک ڈاکخانہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۳/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ مَیں اس وقت آٹھ صد روپیہ مہر کی مالکہ ہوں۔ حق مہر کے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن مذکور کرتی ہوں۔ الامۃ: نشان انگوٹھا عائشہ بی بی موصیہ۔ گواہ شد: نبی بخش والد موصیہ۔ گواہ شد: کرم الٰہی امیر جماعت احمدیہ تلونڈی کھجوروالی ؏

تصحیح

اپریل ۱۹۴۴ء کے رسالہ میں وصیت ۷۲۳۴ رحیم بی بی کی وصیت میں کنگنیاں سات چھٹانک پختہ لکھا گیا ہے۔ حالانکہ ایک سیر سات چھٹانک ہے۔ اور ۲۰۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی بجائے ۴۰۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ۔ اور حصہ جائیداد ۲۲/- روپے ارسال ہیں کی بجائے ۲۴/- روپے ارسال ہیں لکھا گیا ہے۔ درست تصحیح فرمالیں ؏

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں!

صرف پچیس ۲۵ روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس ۲۵ روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تینتیس ۳۳ روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں اس لئے قیمت پچیس ۲۵ روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
کتاب البریہ	تحفۂ گولڑویہ
آئینہ کمالات اسلام	اربعین ہر چہار حصّہ
شہادت القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
ملفوظات	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لُجّۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں!

مینیجر رسالہ ریویو اردو قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۰۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلام الامام امام الکلام

"راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضاء ہو"

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تازہ کلام[لہ]

ہو فضل تیرا یا رب ، یا کوئی اِبتلاء ہو
راضی ہیں ، ہم اُسی میں جس میں تِری رضاء ہو

مِٹ جاؤں میں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی
میری فناء سے حاصل ، گر دین کو بقاء ہو

سینہ میں جوشِ غیرت اور آنکھ میں حیاء ہو
لب پر ہو ذِکر تیرا ، دِل میں تری وفاء ہو

شیطان کی حکومت مِٹ جائے اِس جہاں سے
حاکِم تمام دُنیا پہ میرا مُصطفٰےؐ ہو

محمودؔ عمر میری کٹ جائے کاش یونہی
ہو رُوح میری سجدہ میں سامنے خدا ہو

لہ دعویٰ مصلح موعود کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی یہ پہلی نظم ہے جو ۱۵ ارشادت ۱۳۲۳ہش (۱۵ اپریل ۱۹۴۴ء) کو ارشاد فرمائی۔ (ایڈیٹر) ماخوذ از فرقان مصلح موعود نمبر۔